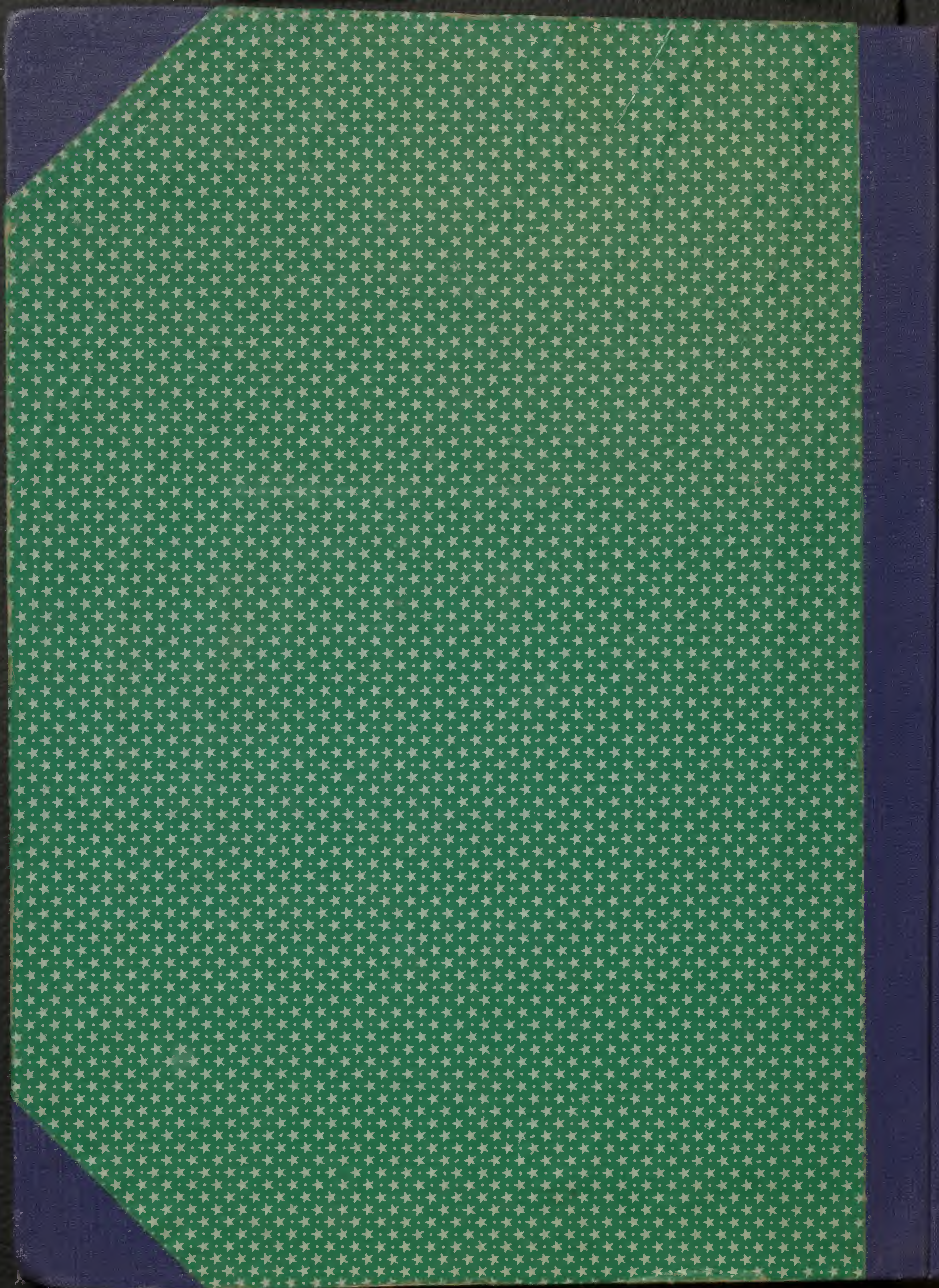
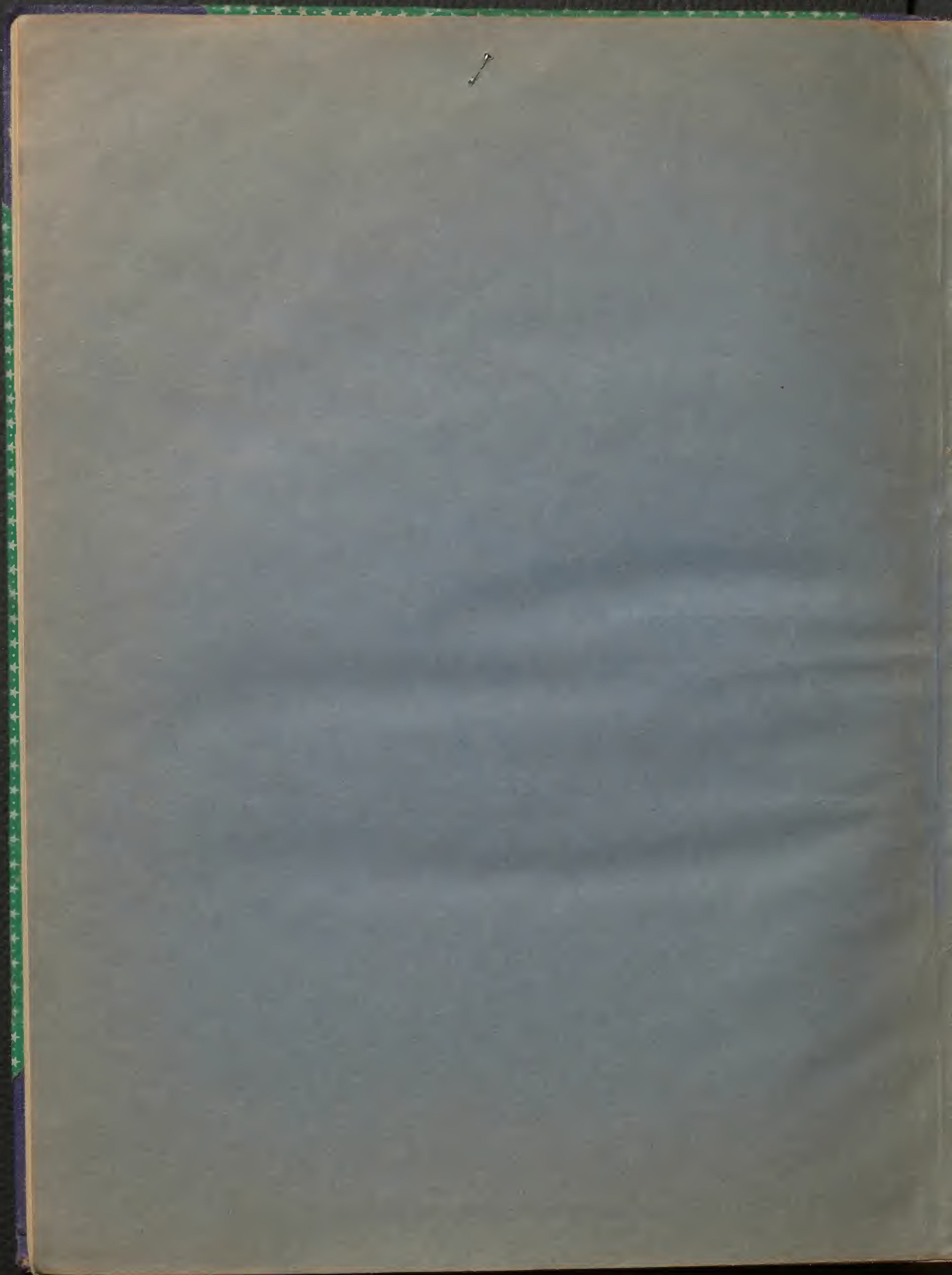




Kalb Ali Khan, Nawab of Rampur,
d. 1887.
Dastanbū-yi khāvarī

خلق الانسان علمه البیان

لله الحمد و المنة که این شاهد یوسفستان معانی مسمی به



بدار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور حفظ الله عن المفاسد و الشرور

در مطبع تاج المطابع حلیه طبع پوشید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

١

اودہر شہرہ ہوا چہپکر نشیدِ خسروانی کا | ادہر مطلع کہا یہ حمد مین دیوانِ ثانی کا

ثنائی حق سی یہ رتبہ ہوا میری معانی کا | لہ اب دعوی نہین روح القدس کو رمز دانی کا

خدا کی بعد ذاتِ صاحبِ معراج ہی جسنی | بڑہایا عرش سی پایہ سرای امّہانی کا

زمانہ ہمسری کیونکر کری اوس نور اقدس سی | مقابل جلوۂ باقی سی ہو منیہ کیا ہی فانی کا

یہ کسکا نامِ نامی مینی لکہا ہی سرِ دیوان | کہ ہی ایک ایک مصرع مین اثر سبع المثانی کا







ہوی پیدا وہ تیغِ عزم سے جو ہر شجاعت کے
کہ اب تک غلغلہ ہے دہر مین صاحبقرانی کا

اگر ہے نقشِ سُمِ شبدیز کا اونکی مہِ کامل
تو مہرِ حشر بھی پر تو ہے شمشیرِ یمانی کا

زبانِ لال پر گر مدحِ حضرت گوہر افشان ہو
تو عقلِ اولین کو دی سبق معجز بیانی کا

ہزارون رحمتین اولاد اور اصحاب پر اونکی
رہی دنیا مین جبتک نام رنج و شادمانی کا

کہو کچھ عاشقانہ شعر جن پر ہون ملک صدقے
دکھاؤ جوشِ نواب اب طبیعت کی روانی کا

۲

یہی عالم رہا عشاق سے گر بُدبانی کا
تو مٹ جائیگا شہرہ رفتہ رفتہ بیدبانی کا

کیا یہ بندوبست آخر بلائے آسمانی کا
کہ دلمین بھی نہ رکھا نام تک عشقِ نہانی کا

شہادت کا دیا ہے مژدہ قاصد نے مبارک ہو
دلِ رنجور کو پیغامِ عیشِ جاودانی کا



نہ آیا ذکر تک بھی میری مرنیکا تری آگی
نتیجہ کیا یہی ہوتا ہی ظالم جانفشانی کا

بلائین چرخ نی بھیجین تو اوس سی کچھ نہین شکوہ
تری فرقتین رونا ہی مجھی تو سخت جانی کا

نہین دیتی ندو مجکو انگوٹھی تم دم رخصت
کہ داغِ دل ہی اپنا ہی مجھی چھلا نشانی کا

پسند آئین چمنمین جھچپی بلبل کی خاک اوسکو
پڑا ہو جسکو غم مین تیری لپکا نوحہ خوانی کا

نہ حرف آئی کہین جور و جفا پر تیری ای ظالم
نہ لکھنا کوئی بھی مضمون خط مین مہربانی کا

مری ہِی سامنی اغیار سی ہنس ہنس کی باتین ہون
مجھی سی ہی پھر اولٹا شکوہ میری بدگمانی کا

کبھی پوشین اونکی کہنی سی داغِ جگر مینی
چھپائین وہ بھی خاطر سی مری بن جوانی کا

کمر کا بن پڑا ہی وصف اپنی کلکِ نازک سی
عدم مین کیا عجب نقشہ بگڑ جائی جو مانی کا

بلا ہی جوشِ استغنا بھی جسنی گوش موسی کو
سنایا عینِ وصلتمین بھی فقرہ لن ترانی کا





بلکتی ہی تری رو فیسی ای نواب سب خلقت
تجھی کسنی بتایا یہ طریقہ نوحہ خوانی کا

	۳	
ہلال ادنی سا خاکا ہی ہماری ناتوانی کا		شفق بھی رنگ ہی ہلکا سا اشک ارغوانی کا
بگاڑا شام ہی سی میں نقشہ زندگانی کا		شب ہجران نہ دیکھا منہ بلای ناگہانی کا
فنون دلبری تجھمین بھی تو کچھ کم نتھی یارب		سکھایا کیون بتون کو پھر طریقہ دلستانی کا
قیامت تک نہ نیند آئی گی پھر ان بیمار آنکھون مین		سنو گے کوئی گر فقرہ مری غم کی کہانی کا
قضا ہو پند جسکو رشک کا اوسکی ٹھکانا کیا		نہ لینا نام بھولی سی ناصح میری جانی کا
نہوتا ذوق حسن و عشق تو شہرہ نہ کچھ ہوتا		تمہاری بیدہانی کا ہماری بی نشانی کا
کبھی امید سی زندہ کبھی ہین یاس سی مردہ		عجب کچھ رنگ ہی دنیا مین اپنی زندگانی کا







ملو در پردہ مجھسی اور ظاہر مین چھپانی کو
رقیبون کی حوالی کر دو عہد پاسبانی کا

نہوتا دل تو کچھ رنجش نہوتی مجھسی اور اونسی
حقیقت مین بُرا ہوتا ہی جھگڑا درمیانی کا

کرو ناز و ادا تو خیر لذت بہی ملی دلکو
نہین جور و جفا تو کوئی شیوہ دلستانی کا

الہی رنج اونکو ہو تو مرگِ غیر ہی کا ہو
نصیبِ دشمنان سنتا ہون شہرہ سرگرانی کا

قضا نی بہی نپایا کچہ پتا ہرچند ڈہونڈہا کی
یہ عالم تہا شبِ ہجران مین اپنی ناتوانی کا

کیا خاموش دو ہی فقرون مین نواب کو تونی
بڑا دعوی تہا حضرت کو بہی اپنی خوش بیانی کا

۴

بزم مین یاد مجہی کل جو وہ گلرو آیا
خون آنکھون سی ٹپک کر سر زانو آیا

خاک پر گر کی فلک میری طرح لوٹیگا
گر کسی روز سرِ قبر وہ بدخو آیا





چیر کر پهینک دیا سینی سی دل کو باہر
ہجر مین چین نہ جب بہی کسی پہلو آیا

انکہین مرقد مین فرشتونکی بہی کہلجائینگی
جہوٹون کہدونگا اگر مین کہ وہ مہرو آیا

اوسگہڑی تجکو دکہادونگا مزہ ہنسنی کا
چشمِ حیران مین اگر کوئی بہی آنسو آیا

مین یہ سمجہا کہ عطاردہی سرِ کاہکشان
دہانی جوڑا وہ پہنکر جو لبِ جو آیا

قابلِ دید ہی دن حشر کا پر ای نواب
سیر ہوجای گی دونی جو کہین تو آیا

نئی طرح کا اثر تجہمین ای فغان دیکہا
۵
کہ اوسکی وصل سی غیرونکو شادمان دیکہا

وہ اور صحبتِ اغیار اور محفل مین
خدا دکہای نہ پہر کل جو کچہ وہان دیکہا

کبہی تو زلف مین اوجہا کبہی تہا پہلو مین
ہجومِ شوق مین دل کو کہان کہان دیکہا



فرشتی عرش کی بی اختیار رو دینگی | تڑپ کی ہمنی اگر سوی آسمان دیکھا

ہوا ہی وصل کا وعدہ کسی سی پھر پشیماں | کہ تجھسی آج بہت دل کو بدگمان دیکھا

تمہاری گھر کا مجھی یاد آگیا رہنا | کبھی چمن مین جو بلبل کا آشیان دیکھا

تپش سی میری ہلا عرش چاہنی والی | پھڑک کی مرتی ہین اس طرح میری جان دیکھا

گمانِ شک ہوا مجھسی بزم مین آیا | کہ اوسنی غیر کو پھر بہرِ امتحان دیکھا

یہ کسنی کھینچی ہی سینی سی آہِ عالم سوز | کہ مینی عرش پر اوٹھتی ہوئی دھوان دیکھا

لپٹ کی روئی یہانتک کہ ہو گئی آخر | تمہاری کوچی مین جب کوئی نیمجان دیکھا

مری نیاز نی اچھی دکھائی یہ تاثیر | کہ اوسنی ناز سی دیکھا مجھی جہان دیکھا

غمونسی چھوٹ گئی آگی کنجِ مرقد مین | کہین جو لطف نہ دیکھا تھا وہ یہان دیکھا





یہان مین ہین بہت شہسوارِ حسن مگر
نگہ سی تیری ہی فتنی کو ہمعنان دیکھا

سمجہ کی کعبہ وہین لاکہ بار سجدی کیے
کبہی جو بہولی سی اوس بت کا آستان دیکھا

مزہ ہی کیا تجہی رونی مین سچ بتا نواب
کہ تجکو خلد مین بہی ہمنی نوحہ خوان دیکھا



٦

کیا یہان سی وہان سوا ہوگا
حشر مین بہی یہی خدا ہوگا

ٹہنڈی سانسین ہین بعدِ وصلِ عدو
ہای کیا یاد آگیا ہوگا

کیا کرون گا علاجِ نالۂ دل
حشر مین بہی غبار سا ہوگا

ایسا لسّان اور یون خاموش
تمسی غیرون نی کچہ کہا ہوگا

وعدہ وصل سی ندو تسکین
ہجر مین اور غم سوا ہوگا



خوشخرام آج کیون ہی چرخ مگر | خاک مین کوئی ملگیا ہوگا

بات کرتی نہین جو تم شاید | کسی دشمن سی کچہ سنا ہوگا

کیون نہ ڈوبیگی کشتیِ امید | تجہسا ظالم جو ناخدا ہوگا

دی مجہی قصرِ خلد ہی یارب | دوزخ اغیار سی بہرا ہوگا

کیون ڈراتا ہی عشق سی ناصح | مرہی جاینگی اور کیا ہوگا

پہانس لائیگا دل اگر یہ طرح | گیسوِ یار گر رسا ہوگا

سیرِ محشر دکہاونگا واعظ | جب کبہی وہ صنم خفا ہوگا

حشر پرسش کا دن ہی پر نواب

تجکو اوسدن بہی پوچہتا ہوگا







دل اگر زلف سی رہا ہوگا ، تو تری ناز پر فدا ہوگا

جو ہوا ہوگا مبتلا تجہپر ، اوسکا احوال کیا ہوا ہوگا

حشر مین آوگی جو غیر کی سات ، کس قیامت کا سامنا ہوگا

جوش مین شوقِ وصل کی قاصد ، مینی کیا کچہ اوسی لکہا ہوگا

وہ تماشا بہی ہوگا قابلِ دید ، جب مرا تیرا سامنا ہوگا

بعد مرنیکی بہی دلِ آزاد ، قبلۂ رند و پارسا ہوگا

تیری ضد سی عدو کو چاہین گی ، وہ بہی کیا تجہسا بیوفا ہوگا

لی ہی لی گا کبہی فلک کی خبر ، کوئی نالہ اگر رسا ہوگا

جاتی ہین کعبی کو وہان بہی اگر ، وہی بت ہو تو کیا مزا ہوگا



موت پر جان دونگا محشر تک ‏— وہ اگر شاملِ عزا ہوگا

بھول جاوَگی سب رقیبون کو ‏— جب کبھی مجھسی سامنا ہوگا

رشک ہرگز نہ جایگا دل سی ‏— سارا عالم بھی گر فنا ہوگا

جبہہ سائی سی اٹھو ہی امید ‏— خطِ تقدیر مٹ گیا ہوگا

یہ نسمجھو کہ کچھ نہین خواہش ‏— دل مین کوئی تو مدعا ہوگا

اپنی مرنیکا غم نہین ہی یہ غم ‏— تجھپر اب کون مبتلا ہوگا

آج پھر سرخ ہی مرا دامن ‏— خون آنکھون سی پھر بہا ہوگا

سنتی ہین مر گیا ہی کوئی آج ‏— تمنی بھی تو کہین سنا ہوگا

نکرو دعویِ وفا نواب





اور وہ مائلِ جفا ہو گا

کون کہتا ہی نظر مین وہی جانان ہی رہا	۸	میری آنکھون پر تو دائم میرا دامان ہی رہا
روکتا ہی اوسکو واعظ بت پرستی سی بہلا		جسکا گھر روزِ ازل سی کافرستان ہی رہا
دل ہمارا تو پہنسایا سو بلاؤن مین مگر		انکا گیسو بھی چہری پر پریشان ہی رہا
کچہ نہین سر در گریبان مین ہی تیری راہ مین		جو رہا کوچی مین تیری وہ پشیمان ہی رہا
حسرت اوس بیکس کی بہی ایوای دیکہا چاہیی		جسکی قسمت مین ہمیشہ رنجِ ہجران ہی رہا
ہاتہ اوٹہاتا مین دعا کیواسطی سو بار پر		پنجۂ وحشت مرا وقفِ گریبان ہی رہا
یہ عدم مین پائی تہی راحت کہ میری لاش پر		لاکہ نازون سی وہ آئی پر مین بیجان ہی رہا
اوس سی گہاتین ہوشیاری کی نہین سیکہا ہمین		جو تمہاری روبرو ہر وقت نادان ہی رہا





عشق ورزی سی تری نواب جیرت ہی کہ تو
دیکھکر نازِ بتان کو بھی مسلمان ہی رہا

تری خدنگِ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکی عشق سی تو آفتِ زمانہ ہوا

عدو کی ٹھوکرین کہانیکو ہای میرا
لحد سی آکی ترا سنگِ آستانہ ہوا

خدا کی بندون نی کہنی سی تری ای واعظ
کیا تو زہد مگر ایک بھی خدا نہ ہوا

یہ کچہ نہ سوچی کہ مجھپر گذر گئی کیا کیا
تمہین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا

کرینگی کیا وہ الٰہی کہ جن سی وصل مین بھی
حجابِ عشق سی کچہ مدعا ادا نہ ہوا

تری گلی کو تو چھوڑا عدم مین جا پہنچا
کدھر کو بھیجا تھا قاصد کدھر روانہ ہوا

فرشتونکو بھی کیا میری آہ نی تسخیر
یہ کیا بلا ہی کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا





بہار آئی گی صیاد بنکر ای گلچین
کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سی فتنہ
بدل کی رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا

یہ کیا کیا جو کیا دعوئ وفا نواب
کہ اوسکو اور جفا کی لیی بہانہ ہوا

۱۰

ہوا ہی وعدہ کسی سی جو کل کی آنی کا
تو رنگ اور ہی کچھ آج ہی زمانی کا

عبث رقیب سی ہوتا ہی مشورہ اوسکا
وہ طور پوچھین مجھی سی مری جلانی کا

وصال کا ہو جو وعدہ تو موت سے بھی کھون
کہ آج شبکو تجھی مین نہین بلانی کا

کچھ ایسی لطف سی اوسنی عدو کو قتل کیا
کہ مجکو شوق ہوا اپنے آزمانی کا

یہ جائیگی مری حسرت کہ پھر بھی کچھ نہ رہا
رہا جو حشر تک افسوس دلکی جانی کا





ہماری گریۂ خونین کو پوچھتا ہی کون
جہان ہو شہرہ کسی گل کی مسکرانی کا

وہ مجھسی پوچھتی ہین سرگذشت دشمن کی
یہ وقت خوب ہی ہی حالِ دل سنانی کا

جہان کو نہ ڈبو چشمِ خونفشان کبھی
بہت ہی شوق یہان دلمین خاک اڑانی کا

وہان تو گرمِ نصیحت ہی ناصح اور یہان
طریق سوچتی ہین تیری بس مین لانی کا

نہ بھولی گا کبھی دل کو مری قیامت تک
حیا سی وصل مین عالم وہ منہ چھپانی کا

ازل سی برق ہی بیتاب اور اوسی کوئی
پتا بتاتا نہین میری آشیانی کا

خدا سی صبر بھی مانگون جو ہو مجھی معلوم
کہ حوصلہ ہی تجھی اسقدر ستانی کا

بہانی اتنی کیی وقتِ دید مینی ہای
کہ اب محل نہ رہا بات بھی بنانی کا

مدد کا وقت ہی جوشِ جنون کہان ہین
اونہین خیال بندھا ہی مری اوٹھانی کا





بنین گی ہم بھی خدا ہی کی عاشق ای نواب
طریقہ خوب ہی اوس بت کی یہ جلانی کا

۱۱

دیکھکر جلوہ تیری نکہت کا	رنگ فق ہوگیا ہی خلقت کا
لوگ گھبراتی ہین عدو اوسی	مجکو رونا پڑا محبت کا
بی نشانی تجھی مبارک ہو	وہ پتا پوچھتی ہین تربت کا
بڑہ کی ہی تری قیس سی لیلی	غلغلہ میری عشقِ وحشت کا
ایسی بھی لوگ ہونگی دنیا مین	جن سی وعدہ کری وہ وصلت کا
پہلی مُنہ دیکھو آرسی مین تم	پھر سبب مجھسی پوچھو حیرت کا
دار پر چڑہ گیا جو یون منصور	ہوگا عاشق تمہاری قامت کا





حشر برپا ہی ساری عالم مین
میرا نالہ ہی کس قیامت کا

مین تو بسمل ہوا رقیبون کو
خوب موقع ملا عیادت کا

شوخیِ حور سی اوسی کیا بحث
ہو جو خوگر تری شرارت کا

رات دن چھوڑ رونی کو زاہد
پھرتا وقت تو عبادت کا

تیری بسمل کی نزع پر افسوس
ہای اوسکا وہ وقت حسرت کا

کچھ مسیحا سی کم نہین لب وہ
کیا کرین پر علاج شہرت کا

اوسنی بیداد کی تہمت پھر بھی
دل کو دعوی رہا محبت کا

جب سی پوچھی ہین آپ نی آنسو
تب سی رونا ہی اپنی رقت کا

غیر کو دی مراد دل یار نی
مین تو خواہان ہون اپنی حسرت کا





ایسی لذت سی جان دی مینی   شوق اجل کو ہوا شہادت کا

دعوی عقل عشق مین نواب
کچہ ٹہکانا ہی اس جہالت کا

۱۲

پیار کرنا بھی اچھی صورت کا   سامنا ہی بڑی مصیبت کا
ایسی نوحی کیی کہ محشر مین   پیٹنا پڑ گیا قیامت کا
واجب القتل ہون کہ رُو رُو کر   دل کیا خون ساری خلقت کا
بوسی کی نام سی بگڑتی ہین   کچہ ٹہکانا ہی اس نزاکت کا
کشتۂ ناز ہو چکی پھر بھی   شوق دل مین رہا شہادت کا
شب وصلت مین کیا کرینگی ہم   دھیان آیا جو روز فرقت کا





پیار کرتا ہون تجھسی ظالم کو
مین تو قائل ہون اپنی ہمت کا

کل تو پہلو مین تہا بہت لیکن
آج دل مین ہی درد شدت کا

خُلد مین بہی یہی ہیگا دہیان
کیا ہوا ہای جوش حسرت کا

یا الٰہی جہان سی مٹ جاہی
نام تک عاشقونکی قسمت کا

کچہ یہ انصاف ہی کہ پوچہی ہو
غیر سی حال میری چاہت کا

مرگِ شادی مجہی مبارک ہو
قصد کرتا ہی وہ عیادت کا

دلِ پژمردہ کو بہی ولین گی
وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

غیر کو نامہ لکھتی ہو ہم بہی
کہولین دفتر ذرا شکایت کا

شوخیون سی وہ کرتی ہین توبہ
یہ بہی اک طور ہی شرارت کا





کیا ڈراتا ہی حشر سے واعظ
ایک وہ بھی ہی ننگ قیامت کا

بچگیا غم سی مین جو اکبار
نام بھی پھر نہ لونگا الفت کا

حالِ نواب کچھ نپوچھ کہ آج
رنگ ہی اور خود بدولت کا



۱۳

جھومتا نازسی جسدم وہ پریزاد آیا
ایسی حالت ہوئی میری کہ خدا یاد آیا

لوگ تھامی ہوی ہین دلکو ذرا دیکھو تو
کون اس بزم مین آمادۂ فریاد آیا

ایسی حسرت کی نگاہونسی بُلایا مینے
کہ مری قتل کو روتا ہوا جلاد آیا

ابھی دعوی بہت انصاف کا ہی اور حشر
سیر ہو جای گی گر وہ ستم ایجاد آیا

شاد تھا وصل مین کیسا دلِ غمگین میرا
کیون غمِ ہجر ترا ہای مجھی یاد آیا



ایسی مشکل تھی اسیری کہ پھنسانیکو مری / دام زلفونکا لیے ہاتھ مین صیاد آیا

حسنِ شیرین نی کسی نازو ادا سے مارا / پیٹتا قبر سے جسکی لیے فرہاد آیا

جسکو مشغولِ ستم دیکھ لیا واہ ری شوق / وہین سو جان سی اوسپر دلِ ناشاد آیا

ہای فریاد کرین کس سی کہ تونی ای چرخ / جسکو بھیجا وہی آمادۂ بیداد آیا

ٹھیک نقشہ جو کسی مانک کا کھینچا نہ گیا / سر جھکائی ہوی اوس شرم سی بہزاد آیا

کلمہ پڑھنی لگی گا وہین بت کا زاہد / جوش پر کچھ بھی اگر حسنِ خداداد آیا

دشتِ وحشت مین مجھی دیکھ کی لیلی نی کہا / اپنی مجنون سی کہ لی دیکھ وہ استاد آیا

بر مین غیرونکی تڑپ جاؤ گی بسمل کیطرح / میرا رونا جو تمھین بھول کی بھی یاد آیا

نشۂ عیش سی بیہوش رہا مدت تک / جو تری پاس سی اک آن کو بھی شاد آیا





شوقِ نشتر تھا ہماری رگِ جانکو ایسا | خون کا جوش ہوا جب کبھی فصاد آیا

غش مین کیا لیٹی ہو نواب ذرا کھولو نگہ
دیکھو تو بہرِ عیادت وہ پریزاد آیا

١٤

غیر مرجائی گا یا عالم فنا ہو جای گا | حال میرا مجھسی سُن لوگی تو کیا ہو جای گا

عشقِ جانان گر مری دل سی جدا ہو جای گا | تو نہین معلوم ناصح دم مین کیا ہو جای گا

وصل کا وعدہ نکرنا وقتِ آخر ناز سی | ورنہ جینی کی لیی اک آسرا ہو جای گا

کون مقتل مین سنی گا میری فریادین کہ تم | ہاتہ اوٹھاؤ گی تو شورِ مرحبا ہو جای گا

شوقِ وصل و دردِ ہجران کہکی پھر آ نامہ بر | مطلبِ دل دو ہی باتون مین ادا ہو جای گا

دل بہلا کیا خوش کرین واعظ کہ میری آہ سی | خلد مین بھی دوسرا محشر بپا ہو جای گا





حشر اوسکا کس طرح ہوگا بتا تو ای خدا
غیر تمکو باوفا سمجھا ہی تو کچہ غم نہین

جو کوئی کوچی مین اوس بت کی فنا ہوجای گا
رفتہ رفتہ وہ بھی پامالِ جفا ہوجای گا

مستِ مغرورِ خودی نواب جسکا نام تہا
یہ نہ سمجھی تہی کہ یون تجہپہ فدا ہوجای گا

ہٹ نئی غمزہ نیا حیلہ نیا ناز نیا
دل لبہانی کا وہان روز ہی انداز نیا

١٥

دل مرا دیگا خبر میری تجہی ڈرتا ہون
تیری گہر مین یہ برا پہنچا ہی غماز نیا

چاہنی والی نئی ملتی ہین اونکو یارب
کوئی مجکو بھی ملی شاہدِ طناز نیا

مین ہون یا ایک مرا دل ہی دکہی شہتا تکلیی
اور تو کوئی بھی دیکہا نہین جانباز نیا

غیر ہو قتل جو باتون سی تو ہم جی اوٹہین
چاہتی ہین تری ہونٹونسی یہ اعجاز نیا







وہ بھی دو دن مین ہوا شل بُرا انکی بُرا ۔۔۔ ڈھونڈہ کر کوئی نکالا ہی جو ہمراز نیا

سبزہ خط سی ترا حسن نہ بگڑا کچہ بہی ۔۔۔ انتہا کا ہی مری جان یہ آغاز نیا

پھر نہ بھٹکون گا مین در بدر بھی جو تیری گھر مین ۔۔۔ اب کبھی آئی گا نظر کوئی دراندازنیا

جو کری قدر مری رسمِ کہن کی یا رب ۔۔۔ تا ابد اوسکا رہی حسنِ خداساز نیا

اپنی جوبن کی طرح مُنہ بھی چھپا لیتی ہین ۔۔۔ وصل مین خوب نکالا ہی یہ انداز نیا

گالیان روز تمہین پر ہمنی سنا ہی نواب
اور کچہ شکوہ ہوا آپ کا اعزاز نیا

١٦

نازسی اوسنی وہان ہاتہ کمر پر رکھا ۔۔۔ دردنی اوٹہ کی یہان کوہ جگر پر رکھا

دلِ خونابہ فشان کا بھی کرو کوئی علاج ۔۔۔ تمنی دامن تو مری دیدۂ تر پر رکھا



منہ قیامت مین دکہاؤنگا مین کیا حسرت کو
ہای تابوت مرا کیون تری در پر رکہا

ذوقِ وصلت مین کرون کیا یہ دلِ نادان نی
جان دینا تو تری عزمِ سحر پر رکہا

تجہسی ای شوق سمجہ لونگا اگر انکی با
تونی زندہ مجہی امیدِ خبر پر رکہا

نیند کی جہونکی دمِ نزع مجہی آنی لگی
ہاتہ کسنی یہ مری دردِ جگر پر رکہا

آہ نکلی ہی نہین ہجر مین منہ سی مری نوا
ہمدمون نی عبث الزامِ اثر پر رکہا



٢٦

کیا حال ہوگا حشر مین اوس دادخواہ کا
کشتہ ہی جو فقط تری ترچہی نگاہ کا

منہ پر نہ چہوڑ زلف کہ تیری ہی حسن سی
درپردہ سامنا ہی یہ روزِ سیاہ کا

ہنستی نہین ہین تجہپر اگر محتسب تو پہر
شور اوٹہ رہا ہی شیشون سی کیون قہ قہ کا





دسوان فلک بنی گا زمانی کی واسطی ‏ نقشہ یہی رہا جو مری دودِ آہ کا

معنی جدا ہون لفظ سی گر مین رقم کرون ‏ مضمون کچہ بہی نامی مین حالِ تباہ کا

وہ دی سزا تو حسنِ عمل سی بہی دوستو ‏ بڑہ جای کیون نہ مرتبہ اپنی گناہ کا

ٹہوکر لگی جو کعبی کی در پر تو ناگہان ‏ آیا خیال مجکو تری سنگِ راہ کا

رخسار اوسکی آئنی مین جلوہ گر نہین ‏ جلوہ ہی ایک ہای مین خورشید و ماہ کا

دل مانگ لونگا حشر مین دعوی کی واسطی ‏ لازم ہے مدعے کو بلانا گواہ کا

تیری گلی کی مجکو گدائی نصیب ہو ‏ گر ہو خیال تیری سو امال و جاہ کا

دب جائین ہم کبہی کبہی تم درگذر کرو ‏ الفت مین جان ڈہنگ یہی ہی نباہ کا

روتی ہو کیون فراق مین نواب رات دن



تمکو تو ذوق تہا بہت اوس بُت کی چاہ کا

لاشہ اوٹہتا تہا یہ کسکی عاشقِ دلگیر کا	١٠	شور تہا جو ہر گلی کوچمین کل تکبیر کا
وای قسمت جس صنم کو عمر بہر سجدی کیی		وہ بہی قائل ہوگیا آخر مری تکفیر کا
موت بہی آتی ہی تو ہنستی ہی مجکو دیکہکر		دُور تک پہنچا ہی اب شہرہ مری توقیر کا
قدسیو نسی خبر گنہ سرزد نہو کوئی عمل		نام کو بہی گر مزہ پائین تری تعزیر کا
بعد اک مدت کی اونسی ہای یہ بہیجا جواب		ہم نسمجہی کوئی مطلب آپ کی تحریر کا
قائم رونیسی اب لکہتا تہا جب خطِ جبین		تہامتا تہا ہاتہ اوسیدم کاتبِ تقدیر کا
جسکو جو جلوہ دکہایا وہ اوسیکا ہوگیا		وہ صنم سر سی قدم تک نقش ہی تسخیر کا
ہی خجل قامت سی یا شرمندہ رفتار ہی		کوئی پوچہی تو قیامت سی سبب تاخیر کا





ڈھونڈھ کر اسکو نکالو تم تو مین جانون یہین
اب تو دلمین چھپ رہا پیکان تمہاری تیر کا

تیری زلفین ہین رسا تو جوشِ وحشت سی یہان
عرش تک پہنچا ہی شیون اپنی ہی زنجیر کا

حضرتِ نواب نے اہد پر ترحم واہ واہ
حکم ہوا اسکی لیی تو حشر تک تشہیر کا



۱۹

کیون نہ بگڑی ہر گھڑی نقشہ مری تقدیر کا
ہی بغل مین راتدن خاکا تری تصویر کا

وہ درازی ہو گئی ہی شبِ وحشت مین کہ اب
گیسوون سی ملگیا ہی سلسلہ زنجیر کا

قربِ دشمن اپنی دوری دیکھی ہی رویا مین آج
یارب اولٹا ہو اثر اس خواب کی تعبیر کا

وصل اپنا جبرِ مقدر اور باتون پر کہ
ورنہ ہوگا اک بہانہ خلق کو تدبیر کا

وہ شکار افگن مگر آیا ہی صحرا مین کہ آج
سوی ناوک پھر گیا ہی منہ ہر اک نخچیر کا



جو مزہ ہی اوسکی غصّی مین نہین وہ لطف مین ‏ — ‏ عفو چاہونگا نہ مین اپنی کسی تقصیر کا

گر اثر ہوتا تو کیا ہوتا کہ اس حالت مین بہی ‏ — ‏ غلغلہ پہنچا فلک تک آہِ بی تاثیر کا

ہر پلک اوس ترک کی ہی خنجرِ بران سی تیز ‏ — ‏ ابروون مین صاف عالم ہی خمِ شمشیر کا

ہو گیا وہ زرد کچہ بہی جسکی منہ پر پڑ گئی ‏ — ‏ تیری خاکِ راہ مین کیا ہی اثر اکسیر کا

حضرتِ ناصح نہ نکلی بات اوسکی روبرو ‏ — ‏ شور ہی سنتی رہی ہم آپ کی تقریر کا

دل جگر نواب دونون ہو گئی جل بہن کی خاک

یہ ہوا انجام آخر نالۂ شبگیر کا

۲۰

جوشش پر یہ دیدۂ پرنم رہا ‏ — ‏ جس سی عالم درہم و برہم رہا

کیا کرونگا وصل مین اے شوقِ دل ‏ — ‏ حسرتونکا گر یہی عالم رہا







کٹ گئی لاکہون گلی لیکن وہان	تیغِ ابرو کا وہی دم خم رہا
سیکڑون عالم فنا ہو جائینگی	دو گہڑی بہی گرم ماتم رہا
کیا مری آغوش مین ٹھہری وہ بت	عیش غم سی کب بہلا توام رہا
حشر تک بہی گر رہا لطفِ وصال	مین یہ سمجہونگا کہ پہر بہی کم رہا
اپنی بیگانی ہوی جسکی بہی	ہای مجہسی وہ بہی نامحرم رہا

خاک ہو جاؤگی ای نواب تم
اور چندی گریہ شورِ غم رہا

شوق ہی اوسکو بہت اپنی خود آرائی کا	آئنہ کیون نہ بنی چشمِ تماشائی کا
ساری دنیا مین ہو چرچا مری رسوائی کا	عشق اسواسطی ہی اوس بتِ ہرجائی کا



میرا دلبر وہی کافر ہی جسی اور حشر
آج دعویٰ ہی تری سامنی یکتائی کا

عرش پر لاش مری چاہیی رکھنا ہمدم
پوچ تو کشتہ ہون کسکی شب تنہائی کا

ذوقِ دیدار مدد کر کہ بڑی شوق سی وہ
حوصلہ دیکھتی ہین اپنی تماشائی کا

ہای وہ نزع مین بالین سی ترا اوٹہ جانا
دیکھنا یاس سی وہ تیری تمنائی کا

چرخ سی آتی ہی اوسوقت بلا جب سی
پوچہ لیتی ہی پتا آپکی شیدائی کا

جسجگہ ملکِ عدم مین ہین فنا تیری
وہین مسکن ہی ہماری بھی شکیبائی کا

خطِ قسمت اسی حیلی سی مٹایا مینی
ورنہ تھا کسکو یہان شوق جبین سائی کا

شکل غیرونکی بھی میری سی بنا دی یا رب
تا نہو حوصلہ پورا کسی ہرجائی کا

ہای اوسنی ہی مجہی قتل کیا ای نواب





جسکو دعویٰ ہی بہت اپنی مسیحائی کا

۲۲

کل جو مقتل مین اداسی وہ ستمگر آیا | مین بھی تھامی ہوی اپنا دلِ مضطر آیا

دیکھوگی اوسی تو تم بھی تڑپ جاؤگی | دل تڑپ کر جو کبھی سینی سی باہر آیا

رور اس طرح کی دشمن سی ہون عدی کہ وہ آج | خانۂ غیر کی دہوکی مین مری گھر آیا

بار تھا سایۂ گیسو بھی جسی شانی پر | وہ اوٹھانی کو جنازہ مرا کیونکر آیا

پیشِ حق لیگئی سب نامۂ اعمال تو مین | تیری شکوونکا بغل مین لیی دفتر آیا

وہ تو آیا نہین جسکی ہی تمنا ہمکو | کیا کرین حشر مین گر داورِ محشر آیا

ہای ری یاس کی تاثیر کہ کل مقتل مین | رو دیا اوسنی بھی جب مین تہِ خنجر آیا

ضعف کا اپنی مین احسان نمانون کیونکر | ہاتھ تھامی مرا محفل مین وہ دلبر آیا





موت کی وعدی کا بہی جسکو نہین خاک یقین	جہوٹا وعدہ ترا کیونکر اوسے باور آیا
ہون وہ مشتاقِ شہادت کہ خوشی سے مینی	مُہر کردی وہین جب سامنی محضر آیا
کہائی اوسکی نصیبون کی قسم حسرت سے	کہ جسی زہر بہی غم مین نہ میسر آیا
سمجھی ہم چاند یہ ڈوبا ہی شفق مین ساقی	جب تری دستِ حنا بستہ مین ساغر آیا
شیخ بھی مثلِ برہمن جو صنم کہ اوٹھا	دیکھنا بزم مین یہ کونسا کافر آیا
ہای اتنا تو بتا دی دلِ وحشی مجکو	چین بی اوسکی تجھی ہجر مین کیونکر آیا
جیتی جی تو نہ کبھی لی دلِ بیکس کی خبر	اوسگھڑی آئی کہ جب وقت برابر آیا
جا کی اوس بت کو نصیحت نہ کبھی کی واعظ	یون تو کہنی کو ہمیشہ سرِ منبر آیا

کسنی نواب پکارا تجھی جو تو گھر سی





هاته باندهی هوی رومال سی باهر آیا

۲۳

گر عدم مین بهی کمر کا تری شهرا هوگا — رشک سی های مرا حال وهان کیا هوگا

حشر جس روز بڑی دهوم سی برپا هوگا — یهی دل هوگا بغل مین تو تماشا هوگا

جسکا سر هوگا دمِ نزع تری زانو پر — کُنجِ مرقد مین وه کس چین سی سُویا هوگا

لذتِ جور مین جی بهر کی اوٹها لون ظالم — تجهسا بیرحم نه هرگز کبهی پیدا هوگا

مرگیا مین شبِ وصلت تو وه هنسکر بولی — غش مجهی دیکهکی شاید اسی آیا هوگا

میری پهلو سی ذرا کهکی تم اوٹهنا ورنه — تپشِ دل سی مرے حشر ابهی برپا هوگا

اور کیا هوگا رقیبونکی ملاقاتون سی — یهی هوگا که کهین انکا بهی چرچا هوگا

تمسا دانا تو زمانی مین نهین اب لیکن — مجهسا نادان بهی تا حشر نه پیدا هوگا





جب بنایا تہا زمانی کو خدانی نواب
ہای اوسکو بہی عجب پیارسی دیکہا ہوگا

۲۲

کچہ تو ارمان دل مین چہوڑا تہا
جس لیی تونی عہد توڑا تہا

دیکہنا تہا مجہی کو محفل مین
مسکرا کر جو منہ کو موڑا تہا

ساری دنیا کا درد تہا دل مین
میری نزدیک پہر بہی تہوڑا تہا

نہین ملتا ہی کیون سراغ تجہی
دل تو تیری ہی پاس چہوڑا تہا

پہر ہوی اشک آنکہ سی جاری
مینی دامن ابہی نچوڑا تہا

کائی ہی وقت تونی پر چہپا
مدتون مین قفس کو توڑا تہا

پہوٹ کر آنکہون سی بہا نواب





دل تہا پہلو مین یہ کہ پہلو تہا

مین خود ہی مر گیا کہ کسی پر فدا ہوا	٢٥	کیا پوچھتی ہو مجھ سی خدا جانی کیا ہوا
حالِ غمِ فراق جو کہتا ہون مین کبھی		کہتی ہین یہ فسانہ ہی میرا سُنا ہوا
بختِ سیاہ پر مری عاشق ہی اک جہان		حیران ہون کہ کیون نہ وہ زلفِ دوتا ہوا
صدقی مین ایسی مرگ کی گر بعدِ قتل وہ		گہبرا کی بول اوٹھی کہ ہی ہی یہ کیا ہوا
آخر بہٹک بہٹک کی مین پہنچا ہی یار تک		صد شکر شوقِ دل ہی مرا رہنما ہوا

نواب تم تو عشق سی کرتی تہی سبکو منع
دی بیٹہی آپ دل یہ خدا جانی کیا ہوا

وہ دل کہ خدائی کی لیی عرشِ برین تہا	٢٦	دیکہا تو تری رہ مین وہی خاک نشین تہا





کیا ہمنی ہی چاہا ہی کہ ہین موردِ بیداد — دنیا مین مگر عشق کبھی پہلی نہین تہا

مٹ جاینگی سب نام و نشان اہلِ وفا کی — اندازسی تیری مجھی پہلی ہی یقین تہا

سجدہ نہ کیا کعبی کو واعظ تو ہوا کیا — بتخانی مین قشقہ تو یہان زیبِ جبین تہا

غم کہانی کی دعوی سی گئی غیر کی گہر ہم — دیکہا تو وہ ہمسی بہی کہین بڑہ کی حزین تہا

عشاق تو کیا چیز ہین مقتل مین ہماری — نقشِ قدمِ یار بھی پیوندِ زمین تہا

نظارۂ یوسف سی کٹی جنکی کفِ دست — افسوس یہ آتا ہی کہ مین اونمین نہین تہا

اوس تک بھی پہنچتا نہین یارب یہ ہوا کیا — نالہ تو مرا ہمنفسِ روحِ امین تھا

کیا ہوگیا تہا ہای کہ کل اپنی وفا پر — وہ جھوٹی قسم کہاتی تھی پر مجکو یقین تھا

لب خون ہوا دل خبر اسکی نہین لیکن — اتنا تو سنا تہا کہ یہ ماتم بھی کہین تہا





کیون باتین بناتی ہو عبث زہد کی نواب
جس بزم مین تم رات تھی مین بہی تو وہین تھا

٢٧

سینی مین عشقِ روی صنم سی یہ نور تھا — نکلا جو شعلہ دل سی وہ اک برقِ طور تھا

ہر چند شانِ فتنہ گری سی یہ دور تھا — لیکن ہماری لاش پر آنا ضرور تھا

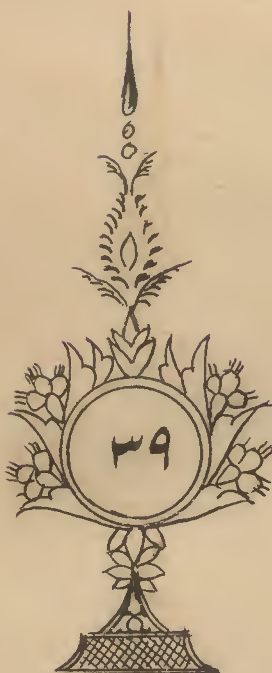
خلقت نہین ہوئی تھی مری جبتک الخدا — سینی مین کسکی میرا دلِ ناصبور تھا

مینی تو رنجِ ہجر سی تنگ آکی جان دی — اوسکو یہی ہی وہم کہ مشتاقِ حور تھا

لی لینی مین تھی کسکی خطا یہ بتائیی — دل دینی مین تو خیر ہمارا قصور تھا

مرتا ہون مین تو اپنی ہی وقتِ اخیر پر — جو دم تھا وہ مقابلِ یوم النشور تھا

دیوانگی تمہاری ہی الفت مین کچہ نہین — میری دماغ مین تو ازل سی فتور تھا





کیا دخل اسمین رشک کو موت آئی مر گیا — وہ کہتی ہین کہ غیر بھی کتنا غیور تھا

ٹانکی لگای زخم مین گر چارہ گر تو کیا — دل کی رفو فکر کی کہ بہت چور چور تھا

روزِ ازل ہی کیون نہ قیامت ہوئی بپا — نالہ مرا تو جب سی ہم آہنگِ صور تھا

آیا نہ روزِ حشر کسیکی طلب سی بھی
نواب کو یہ عشق مین تیری غرور تھا

ردیف بای موحدہ

۲۸

جتنی معشوق ہین عشاق کی غمخوار ہین سب — اک فقط میری لیی برسرِ آزار ہین سب

وعدی کرتی ہو ملاقات کی تم ہنس ہنسکر — کون جانی انہین اقرار یہ انکار ہین سب

تم نہین لیتی تو اغیار کی دل دو مجکو — غمِ فرقت کی لیی یہ مجھی درکار ہین سب





ای اثر دیکھ ذرا خوب سنبھل کر آنا
کہ مری آہون سی دشمن مری بیدار ہین سب

یہ نجانو کہ مری دل کو نہ لیگا کوئی
دل ہی وہ چیز کہ اس شی کی خریدار ہین سب

جان دیتی ہین جو سو جان سی تجھپر ایجان
یا سمجھتی نہین یا جان سی بیزار ہین سب

لاگ جسکو نہو تو جور سی اوسکو کیا کام
میری نزدیک جفائین بھی تری پیار ہین سب

حال کیا ہوگا سحر تک کہ مری جی پی پر
آج کچھ شام ہی سی مرگ کی آثار ہین سب

کون سی کافر بدکیش کو دیکھا یارب
کہ مری تن کی رگین صورت زنار ہین سب

رشک کس کس سی کرون ہای کہ اس عالم مین
دل ہین جتنی وہ تری طالب دیدار ہین سب

عاشقونکو نہ ڈرا حشر سی تو ای واعظ
یہ تو اول ہی سے دلدادۂ قتار ہین سب

حسرت تمین جیسی آنکھون سی ٹپکتا ہی





یہ تو نواب محبت ہی کی آثار ہین سب

نہ لکھا مینی یا لکھا مطلب ۲۹ نامہ بر تجکو اس سی کیا مطلب

نام ہی اوسکا ساری خط مین لکھا نہوا نام کو ادا مطلب

خط لکھا روزِ حشر تک لیکن پھر بھی دل ہی مین رہگیا مطلب

تم عبث پوچھتی ہو اورون سے مجھ سی پوچھو جو ہے مرا مطلب

اوس پری رونی ہنسکی ٹال دیا جب زبانی مری سُنا مطلب

مینی لکھا تھا خط صفائی کو تم مکدر ہو یہ نتھا مطلب

مرتی ہین ہم کسی پر اے ناصح تو بتا تجکو اس سی کیا مطلب

رشکِ اغیار پر وہ کہنی لگی اسمین ہوگا کچھ آپکا مطلب





نام ہی لکھدیا لفافی پر — خط مین جب کچہ نہ لکہ سکا مطلب

حالِ نواب دیکھکر چپ ہو
اب نہ کہنا کہ اوس سی کیا مطلب



۳۰

نازل ہی آسمان سی مجہپر عبث عذاب — کافی ہی میری قتل کو وہ چشمِ نیمخواب

یہ طول ہی کہ چاہیی پڑہنی کو ایک عمر — لکہین گی خاک وہ مری مکتوب کا جواب

ہو شرم تہوڑی دیر تو کچہ صبر بھی کرن — کیا بات ہی کہ تمکو ہی ہر بات مین حجاب

اپنا سا لیکی رہگئی مُنہ کچہ نہ بن پڑی — جب مینی بھی بگڑکی دیی دو کڑی جواب

غش ہو نہین اپنی شوقِ دلی پر کہ وصل مین — ہر اک ادا پر اوسکی تھی لاکھون ہی اضطراب

حیف اوسکی زلف سی یہ کوئی پوچھتا نہین — تو کس سی اولجھی ہی تجھی کیون ہے پیچ و تاب



کھولون زبان شکایت بہلا مین کیا — ایام عمر تھوڑی ہین شکوی ہین بیحساب

افسردگی پر اس دلِ نواب کی نجا

ہی یہ بھی عاشقون مین تری فردِ انتخاب

ردیف بای فارسی

نواب ترک کیجیی اب آن بان آپ — ۳۱ — عاشق ہوی تو چہوڑیی اپنی یہ شان آپ

تم بر مین ہو تو گھر مین بھٹکنی نہ دون کبھی — آفت تو کیا ہی آی اگر آسمان آپ

جبر ایسا ہی دل کو اداؤن نی سوچ تو — دیتا ہی ایسی چیز کوئی مہربان آپ

مجکو مٹاہی گا تو ناکامیونکی ہای — پھر کسکی دل مین دیکھینگی ایسی نشان آپ

سب حالِ دل کہون مین تو پھیر کیا ہو واہ واہ — دو ہی شکایتون مین ہوی بدگمان آپ





نواب چاہ موی کمر کی تھی تو پھر
بیٹھی بٹھای ہو گئی کیوں ناتوان آپ

٢٢

یہ تو کہیی کیوں نڈر ہیں اسقدر محشر سی آپ
کیا وہاں بھی مجکو دیکھینگی اتنی تیوری سی آپ

ہی تڑپنی کا عبث الزام مجھپر وقتِ ذبح
کیجیی اس کی شکایت اپنی ہی خنجر سی آپ

وہ نظر آئی تماشا جو نہ دیکھا ہو کبھی
گر جلا دیں آئنی کو میری خاکستر سی آپ

آپ کیا جانیں کہ یہ آوارگی کیا چیز ہی
مثلِ دل دم بھر کو بھی نکلی نہیں ہیں گھر سی آپ

پھول جوہی کی چنی وصلت میں اخفا کی لیی
لختِ دل بھی تو مری چنیی ذرا بستر سی آپ

خون نکلا فصد سی میری تو غش کھا کر گری
کھینچیی گا تیغ کیا گھبرا گئی نشتر سی آپ

کیا قیامت ہی کہ فرقت میں پئیں ہم خونِ دل
اور وصلِ غیر میں بدمست ہوں ساغر سی آپ





منعِ می کی توبہ جب ہو حضرتِ واعظ قبول | میکدی کو جائین جب سید ہی منبر سی آپ

کان نالونکی رہی مشتاق ای نوابِ گل
پہنس گئی تھی رات کو شاید کسی دلبر سی آپ

ردیف تای فوقانی

۳۳

ہو گئی محو وہ خود دیکھکی اپنی صورت | یہ ستانی کی نکالی ہی نئی ای صورت

عیسیٰ جی بن ہین مری روئی ہوئی انکھون پر | کبھی دیکھو تو غمِ ہجر مین میری صورت

آج مجہسا جو نظر آتا ہی ناصح مجسکو | ہای کیا دیکھلی اوسنی بھی تمہاری صورت

تجہسا مین شاد رہون مجہسا رہی تو غمگین | عشقبازی مین نکالون کوئی ایسی صورت

کون کہتا ہی کہ ہی حسن تنونکا جانبخش | مر گئی دیکھتی ہی ہمتو وہ اچھی صورت





صفتِ حور بہت کرتا ہی واعظ شاید
ابھی دیکھی نہین ہی اوسنی کسیکی صورت

تابشِ رخ ہوئی دونی جو ہوئی خفا بگی
وہ بگاڑا کیی پھر بھی تو نہ بگڑی صورت

دل جلانی کی تو ای جان دکھائین شکلین
دل لگی کی بھی نظر آئیگی کوئی صورت

بزمین دشمن کی گئی آنکھیونسی مجھی تکتی ہین
میری تسکین کو کیا خوب نکلی صورت

ہم نہ کہتی تھی کہ ہی عشق کا انجام برا
دیکھو نواب وہی سامنی آئی صورت



۴۴

کہنی سی عدو کی وہ جمائی تھی دھڑی رات
سچ پوچھو تو اس سی بہی تھی کوئی کڑی رات

آفاق مین پھولا نہ سماؤنگا مین ہرگز
بھیجی ہی مجھی یار نی پھولونکی چھڑی رات

پیدا ہوا غمّاز نیا صبحِ شبِ وصل
کیون بھول گیا ہای وہ موتی کی لڑی رات



هر روز رهی حشر تو اسکا نهین شکوه
یارب نه بنی پر کبهی فرقت کی بڑی رات

غیرون سی تهی تم جو هم آغوش تو پهر کیون
دلکو مری آرام نتها ایک گهڑی رات

پهول آین گی جوڑی مین لگانی کو کهان سی
ای گرمی رخ اوس چمن پر جو پڑی رات

غیرون سی جو وعدی هوی هونگی دم صبح
اشکون سی مری لگ گئی ساون کی جهڑی رات

تها عهد سر شام سی آنیکا مگر وه
جب آی که باقی رهی دو چار گهڑی رات

مرنی کو تو اک آن بهی کافی تهی فلک پهر
کیون تو نی بنائی هی جدائی کی بڑی رات

بیچین هو کچه صبح سی آج ایسی جو نواب
شاید کسی کافر سی کهین آنکه لڑی رات

ردیف تای ثقیله





تیغ نگہ یار کی کہاتی ہین سبہی چوٹ	۳۵ کیا ظلم کیا ہمنی جو کہا مٹہی بندہی چوٹ
کس قہر کی چتبون ہی کہ دل ہوتی ہین ٹکڑی	ایسی تو نہوگی کہین عالم مین کڑی چوٹ
ہم اور عدو دونونکو اوس ترک نی مارا	دامن مین چہپی غیر کی تو ہہی نہ رکی چوٹ
ناصح تری باتون سی پڑی دل مین پہپولی	لگ جای الہی تری دل پر بہی کبہی چوٹ
ای غمزہ سفاک ٹہہر رحم کی جا ہی	مینی نگہ ناز کی کہائی ہی ابہی چوٹ
دل اسکی اکڑنا نہین کچہ آج ہی بابت	ہی یہ تو قدیم اوسکی اک ادنی سی بندہی چوٹ

تلوار پڑی یار کی سر پر مری نواب
قابل تہا جگر اسکی وہان کیون نہ لگی چوٹ

ردیف ثای مثلثہ





۳۶

بھلا بُرا انہین کچھ بھی جواب کیا باعث
نہ وہ کرم ہی نہ وہ ہی عتاب کیا باعث

شبِ فراق سی کوئی کہی ای ظالم
ہماری جان پر آتنا عذاب کیا باعث

دیی جو بوسی تو پھر وصل سی ہی کیون انکار
ہجومِ شوق مین ہی اجتناب کیا باعث

بہار آتی ہی جب سوچتا ہون پیری مین
پلٹ کی پھر نہین آتا شباب کیا باعث

رقیب تک مری ساقی گری سی راضی ہین
فقط وہی نہین پیتا شراب کیا باعث

تمہاری ہجر کی راتین تو بیحساب آئین
نہ آئی ہول کی روز حساب کیا باعث

ہزارون عارض جانان کو روز دیکھتی ہین
مجھی کو اک نہین آتی ہی تاب کیا باعث

ہوا مین چپ تو وہ جھنجلا کی بول اٹھی مجھسی
تری سکوت کا خانہ خراب کیا باعث

جہان مین بہت ایسی ہین خوبرو نواب





اوسیکو تونی کیا انتخاب کیا عاشؔ

ردیف جیم تازی

۳۷

جیسی ہین نالۂ عشاق اثر کی محتاج
ایسی ہی ہم ہین تری ایک نظر کی محتاج

بی نیازی ہمین زیبا نہ تمہین استغنا
ہم اگر دل کی ہین تو تم ہو کمر کی محتاج

ہوئی سب باتونسی جب پاس تو بھیجا قاصد
پہلی ہم وصل کی تھی اب ہین خبر کی محتاج

ہونگی وہ بھی کہ جنہین ہوگی شب و روز خوشی
ہمتو ہین غم مین تری شام و سحر کی محتاج

گنجِ قارون کی بھی ہرگز نہین حاجت انکو
میری دامن ہین فقط لختِ جگر کی محتاج

نہ میسر ہو اگر دولتِ دیدار تو پھر
کیا کرین ہای تری راہگذر کی محتاج

ہین پری اسلیی کچھ میری نہین ہی پروا
گر بشر ہوتی تو ہوتی وہ بشر کی محتاج





پیاری پیاری تری باتون کی فقط طالب ہین	ہمتو دولت کی نہ خواہان ہین نہ زر کی محتاج

نامہ لکھا ہی جو اوس شوخ کو تو ای نواب
عمر بھر بیٹھی رہو یون ہی خبر کی محتاج

ردیف جیم فارسی

۳۸

آہ اوسکی محفل عشرت مین تا امکان نہ کھینچ	کھینچ بھی تو اس تڑپ سی ای دل سوزان نہ کھینچ
شوق تو یہ چاہتا ہی ایک دم کو بھی نچھوڑ	بی نیازی کہتی ہی اوس شوخ کا دامان نہ کھینچ
بعد مدت کی ملا ہی سو دعائین مانگ کر	چارہ گر سینی سی میری یار کا پیکان نہ کھینچ
حیف اوسکی درد سی واقف ہو کوئی دوسرا	آہ تک بھی رنج فرقت مین دل نادان نہ کھینچ
مر چکی ای وحشت دل اب خدا کی واسطی	خاک ہو جانی دی ہمکو جانب زندان نہ کھینچ





زلزلہ آئیگا میری قبر مین فریادسی ایسی درد انگیز نالی بلبلِ نالان نہ کھینچ

حشر مین حسرت نہو نواب دامنگیرِ حال
چاک کر پیراہن اپنا یار کا داماں نہ کھینچ

ردیف حای حطی

۳۹

اوسکی محفل مین نہ بیٹھی ایکدم اچھی طرح دیکھتی کیونکر جمالِ یار ہم اچھی طرح

ہاتہ مین ہو جام ساقی سامنی پہلو مین یار جب مین دیکھون سیرِ گلزارِ ارم اچھی طرح

طی کریگا کسطرح راہِ عدم وہ ناتوان ضعف سے اوٹھتا نہو جسکا قدم اچھی طرح

چند بوسی اسکی گفتاری مین دیدینا مجھے غیر سی تم وصل کی کھالو قسم اچھی طرح

کوئی حسرت رہ نجائی دلمین کہنی کی ایسی زندگی بھر کیجیی مجھپہ ستم اچھی طرح





دل ہی مین ڈہونڈہینگی اوس بت کو کہ ہم اک عمر تک
کرچکی نظّارۂ دیر و حرم اچھی طرح

ای اجل اتنا تو توقف کر کہ وقت واپسین
دیکہ لون جی بھر کی مین وہ صنم اچھی طرح

اپنی مرنیکا نہین غم پر یہی افسوس ہے
کون اوٹھائی گا ترا بار الم اچھی طرح

گریۂ شادی نی وصلتمین دکھائین آفتین
دیکھنی بھی تو نپائی اونکو ہم اچھی طرح

واہ ری شوق شہادت ہم تڑپ کر مر گئی
تیغ بھی ہونی نپائی تھی علم اچھی طرح

آب حیوان پر بگاڑا خضر کی کہنی سی منہ
پی گیا کہنی ستی تیری جام سم اچھی طرح

شوق دل کہتا ہی لکہ دفتر کی دفتر پہیلان
او نہ نہین سکتا نقاہت سی قلم اچھی طرح

وہ دکھائین پھر قسم نواب وصل غیر پر
لیلو تم اس بات کی اونسی قسم اچھی طرح





ردیف خای معجمہ

بیوجہ کچہ نہین ہی یہ رنگ بہار شوخ
بیشک چمن مین آئیگا کوئی نگار شوخ

کیونکر نہ جوش کہای مراخون ہرگہڑی
رنگت تری دولائی کی ہی کیا ہی یار شوخ

بلبل نہ چہپای کبہی گل کو دیکہکر
چہکی مری بغل مین جو مثل ہزار شوخ

ہرگز نہ ہاتہ اوٹہاونگا اوس سے واعظو
لاوگی تم جہان سی اگر سو ہزار شوخ

جانا سمجہکی شیخ وہان کو نہین ہوتین مین
ہین اب بہی میکدی مین بہت بادہ خوار شوخ

ہم اسلیی تڑپتی ہین خالق کی روبرو
تا خلد مین بہی کوئی ملی گلعذار شوخ

نواب اپنی دل کو بچاؤن مین کس طرح
غمزہ غضب ہی ناز قیامت ہی یار شوخ





ردیفِ دال مہملہ

۱۴۱

نکل گئی مری مُنہ سی جو ناگہاں فریاد — تو وہ بھی چونک اُٹھی کہکی الاماں فریاد

بہانہ قتل کا وہ ڈہونڈہتی ہین آج ہی دل — یہی تو وقت ہی کر شوق سی بیاں فریاد

یہ کسکا غم ہی الٰہی کہ بعد مرگ کی بہی — لحد مین کرتی ہین سب میری استخوان فریاد

خدا کی سامنی وہ بی زبان کہیگا کیا — نہ کی ہو جسنی کسی سی بھی میری جان فریاد

وہین پلٹ گئی دل کیطرف یہ شک تو دیکہتہ — کبھی جو آگئی فرقتین تا زبان فریاد

نہ شہرہ سنگدلی کا تمہاری سنتی ہم — نکرتی شام و سحر بہرِ امتحان فریاد

ہم آپ رولین کہ ہم بیکسونکی ماتم مین — نکر سکیگا کبھی ایسی نوحہ خوان فریاد

مزہ ستم کا چکہاتا اوسی مگر افسوس — نہ پہنچی ہای کبھی تا بہ آسمان فریاد





یہ کون باغ مین رویا کہ جسکی رونیسی
ہزار روتی ہی کرتا ہی باغبان فریاد

شبِ وصالِ عدو اس لیی ہی نالہ و آہ
کہ تا نہ سوی مری سن کی پاسبان فریاد

لحاظِ عشقِ نہانی تھا بزم مین ورنہ
نکل ہی جاتی مری منہ سی ناگہان فریاد

چلی تو ہو سوی بزمِ صنم مگر نواب
غضب ہی ہو گا جو کر بیٹھی تم وہان فریاد



رہی گی دل مین مری حشر تک نہان فریاد
۴۲ کہان رقیبِ سیہ رو کا منہ کہان فریاد

نہ تو ہی بس مین نہ تقدیر ہی نہ اپنا دل
بتا تو کیون نکرین تیری نیمجان فریاد

عدو کی نالی ہزارون سنا کیی لیکن
بگڑ گئی وہ ذرا مینی کی جہان فریاد

نہ منع کر مجھی رونیسی گھڑی ناصح
کہ دل بہلنی کو ہی خوب داستان فریاد



نہ پہنچی گی مری میراثِ اشک دشمن کو	کہ ہوگی مجھسی بہت پہلی بی نشانِ فریاد
سنا ہی عرش لرزتا تھا کل کی رونی پر	کرونگا آج مین پھر بھی امتحانِ فریاد
حضورِ داورِ محشر تو چپ نہوائی دل	کہان کریگا نہ کی تونی گریہانِ فریاد
تمام عمر مین رویا کرون مثالِ سحاب	جو ایک لمحہ بھی سن لی وہ بدگمانِ فریاد
خدا کی سامنی روزِ جزا مین جب جا ؤن	کہ یوہین بگڑو اگر مین کرون وہان فریاد
خبر زمین کی کیا لی نکل کی سینی سی	کہ ناز کرتی چلی سوی آسمان فریاد

مآل اسکا بہت ہی برا ہی ای نواب
نہین ہی عشق مین اچھی یہ ہر زمان فریاد



کوئی نہوگی اور اوسی آرزو پسند	۴۲	ای خواہشِ وصال جسی ہوگی تو پسند



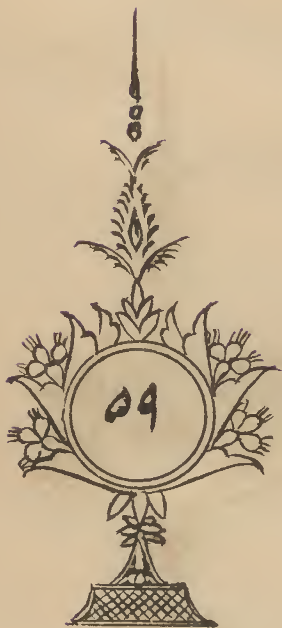
لیتی تھی سبکی سب دمِ تلقین ترا ہی نام
تھی قبر مین بھی مجکو یہی گفتگو پسند

حورونسی بھی لڑا ہی کیی جنتون مین ہم
دنیا مین تھا جو ایک بتِ جنگجو پسند

رکھونگا دل مین شک کو مین جانکیطرح
اسواسطی کہ تجکو ہی عشقِ عدو پسند

لاکھون گلی ہین کٹنی کو لیکن خوش نصیب
وہ تیغِ ناز کرتی ہی میرا گلو پسند

واعظ فقط دکھانی کو ہی یہ صلوٰۃ و صوم
جی سی تو ہونگی تجکو بھی جام و سبو پسند



میری طرح جو خاک اڑاتی ہی کوبکو
شاید صبا کو بھی ہی تری جستجو پسند

سونگھی وہ کیا فراق مین پھولونکی بدبیان
جسکو شبِ وصال ہو چوٹی کی بو پسند

ان اچھی حلوتون سی وہ صدمی اٹھای ہین
آتی نہین ہین خلد مین بھی خوبرو پسند

ذکرِ فراقِ یار سی بد کوئی شی نہین
ناصح کو کسطرح ہوی یہ گفتگو پسند



لڑتی رہینگی دل ہی سی اپنی ہم ایک عمر
کرتا ہی گر لڑائی کو وہ جنگجو پسند

دامن کی اپنی جسنی اوڑائی ہون دہجیان
کسطرح اوسکو جیب مین ہو گا رفو پسند

افسوس کیون نہ آئی قیامت اوسی گہڑی
جسوقت ہوگیا تہا مری دل کو تو پسند

نواب ابتو زہدِ ریائی سی باز آ
کبتک رہیگا درسِ صلوٰۃ و وضو پسند

ردیف دال ہندی

کیونکر ہماری زخمِ کہن پر بندہا کہرنڈ
ناسور پر تو بندہتی سنا ہی تہا کہرنڈ

توڑینگی ناخنون کو تری عہد کی طرح
زخمون پر ابکی بار اگر آگیا کہرنڈ

کیون مجہسی چہینتی ہو نمکدان کو دوستو
ہوگا کبہی تو داغِ جگر سی جدا کہرنڈ





غیر و نسی ہاتھا پائی ہوئی ہی ضرور آج ۔۔ چھری پر آشکار جو ہین جابجا کھنڈ

نوابِ دین فلک نی مجھی جبر آ سو جتین

اوترا جو ایک دم کو کبھی رخشم کا کھنڈ

ردیفِ ذالِ معجمہ

۴۵

سوزِ دل سی عرض لکھوں جانبِ دلبر کاغذ ۔۔ کیا عجب جلنی لگی صورتِ اخگر کاغذ

کسی کافر کی نہ لکھنی کا یہ فریادی ہے ۔۔ خاک اوڑاتا ہوا پھرتا ہی جو گھر گھر کاغذ

وصف اوس شوخ کی بالونکا جو تحریر کرون ۔۔ صفتِ زلفِ معنبر ہو معطر کاغذ

جب مرا قصۂ جانسوز قلم نی لکھا ۔۔ ہو گیا داغ مری طرح سراسر کاغذ

لکھدیا بالِ کبوتر ہی پر احوال اپنا ۔۔ نہوا جب مجھی غربت مین میسّر کاغذ





لی اوڑاہی تری کوچی کی ہوا کا جہونکا		یوہین اوڑتا رہیگا تا دمِ محشر کا غذ
بت پرستی کی بہت دلمین بھری ہین مضمون		میری خط کی لیی لازم ہی مصوّر کا غذ
جب سنا اسمین لکھا ہی دلِ پُر سوز کا حال		اوسنی بھی پہینک دیا ہاتہ سی ڈر کر کا غذ
جانکر ایک کو خط غیر کا پڑہ لی شانہ		رکہ دیی میسنی لفافی مین مکرّر کا غذ
میری خامی کو الہی وہ عطا ہو تاثیر		کہ رہِ شوق مین بنجای کبوتر کا غذ

نہ سمائی کبھی مضمونِ فراق ای نواب
ہو جو دامانِ قیامت سی بھی بڑہ کر کا غذ

ردیف رای مہملہ

آپ سی باہر نہو نا اوسکی محفل دیکہکر	۲۶	اپنا بیگانہ ذرا ای حسرتِ دل دیکہکر





ہونہ تکلیف اوسکی دستِ نازنین تو ایسی
مرگئی پہلی ہی ہمتو روی قاتل دیکھکر

اوسکو دعوی ہوگیا لیلی سی بڑھکر حسن کا
جوشِ وحشت مین مجھی مجنون بنی کامل دیکھکر

ہاتہہ ہوتی دلکی تو دل بھی لپٹ جاتا وہین
میری بانہین تیری گردن مین حمائل دیکھکر

انتظارِ نامہ بر مین ایک مدت ہوگئی
روز پھر آتا ہون مین دو چار منزل دیکھکر

منفعل ہون مین ہی ذکرِ وصلِ دشمن پر کہ تم
خوش بہت ہوتی ہو دلسی مجکو قائل دیکھکر

حسرتون سی اپنا مرنا پھر مجھی یاد آگیا
غیر کی بزمِ عزا مین تجکو شامل دیکھکر

نعش پر تکبیر کی جا مرحبا کہنی لگی
ایسی بیخود ہوگئی سب رقصِ بسمل دیکھکر

ایک بوسی مین نہوگا کوئی بھی نقصانِ حسن
منہ چھپاتی ہو عبث تم روی سائل دیکھکر

بیخودیکا ہو برا محرم رکھا وصل سی





پھر گئی وہ مجکو ای نواب غافل دیکھکر

بیٹھی ہین عدو آج مقرر تری در پر ،، جو لا کہون بلاؤ نگاہی مجمع گہر پر

ہوتی نہین مقبول جبلی دل کی دعا بھی
نازل ہوی ہی کوئی مصیبت تو اثر پر

تو وصل مین بگڑیگا تو کیا ہوگا یہ مینی
فریاد تو رکھی ہی تری عزم سحر پر

قاصد جو نہ آیا تو کرین کیا وہ الہی
جو زن ہین ابتک فقط امید خبر پر

گہر جانی پر آمادہ تو خود جی ہی تمہارا
الزام عبث رکھتی ہو تم مرغ سحر پر

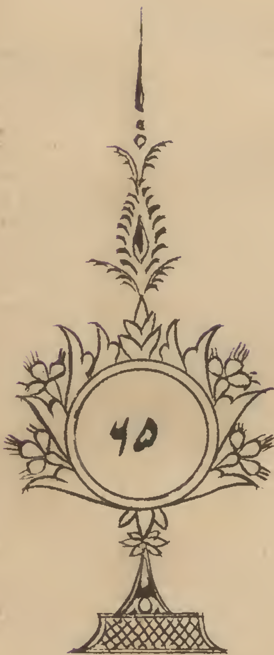
جب حال شب ہجر سنایا تو وہ بولی
مرتی ہین غرض آپ بھی اک شکر قمر پر

کیون ترچھی نظر کرتی ہو اتنا تو سمجہ لو
کٹتی ہین گلی سیکڑون اک سیدھی نظر پر

کس طرح اوٹھین اوس سی غم ہجر کی صدمی
آجای پسینا جسی پیغام سفر پر







بگڑی ہو عبث نام سی تم بوسۂ رخ کی
کیا ہوگا الٰہی جو یہی شامِ جدائی
تابان ہی خطِ لوحِ جبین مانگ مین تیری
رو رو کی مری آنکھ تو ناسور ہو صد حیف

الزام نزاکت کا اگر ہی تو کمر پر
آئی گی کبھی اور کسی فردِ بشر پر
پھبتی نئی سوجھی ہی مجھی سلکِ گہر پر
دامن بھی نہ رکھی کبھی تو دیدۂ تر پر

کیونکر دمِ نظارہ مین سر پیٹون کہ نواب
گر صدمی سی مری ہاتھ تو دونون ہین جگر پر

۴۸

پہلی جو ہنستی تھی مجکو غم مین کین اشتر دیکھکر
تیری جلوی نی ازل مین ہای بیخود کر دیا
جسنی ساری عمر مانگی میری مرنی کی دعا

روتی ہین اب وہ بھی میری چشمِ تر دیکھکر
ورنہ مین لیتا وہان اپنا مقدر دیکھکر
رو چکا وہ میری لاشی کو مقرر دیکھکر



بلبلین آئین چمن سی چہچہانی کی لیی
مرقدِ عشاق پر پہولون کی چادر دیکہکر

اچہی صورت دیکہتی ہین دیکہکر سب ماہِ نو
تمکو دیکہینگی ہم ابکی اپنی اختر دیکہکر

کیا ضرورت کج ادائی کی ہی اوسکی واسطی
جو سمجہ جاتا ہو سب کچہ تیری تیور دیکہکر

جور پر اپنی بہت تہی ناز اوسکو بہی مگر
ہوگیا مضطر تجہی چرخِ ستمگر دیکہکر

گر یہی ہین چتونین تیری تو صوت آفرین
کیا کہیگا تجکو ظالم روزِ محشر دیکہکر

تا نہون وہ بدگمان اسواسطی اغیار سے
پوچہتی ہین روز مجکو اپنی در پر دیکہکر

داورِ محشر کو بہی حیرت ہوئی روزِ جزا
تیری شکوونکا مری ہاتہون مین دفتر دیکہکر

یہ جو خوش خوش پہرتی ہین یہ تو وہی نواب ہین
جنکو آئی تہی ابہی ہم زیرِ خنجر دیکہکر





۴۹

لی ران مین جھکی تو بھری سسکی اچھل کر
جب ہنس پڑی ہم رکگئی وہ تیوری بدل کر

نواب فسونگر ہین یہ مل انسی سنبھل کر
آنکھونسی بگڑ جای تو کاکل سی نہ بل کر

سینی سی وہ لپٹا جو شبِ وصل تو بے یار
جائینگی کہان دل سی سب ارمان نکل کر

وہ چیز نہین دل کہ مین دون با تو نہین دیدون
مانگو تو ذرا ناز سی پہلو مین مچل کر

آگاہ نہین عشق سی پر جانتی ہین یہ
پہلو سی لیی جاتا ہی دل کوئی مسل کر

غیرونکی سبب سی نہ ہمین آپ اوٹھائین
ہم آپ چلی جائینگی اس بزم سی ٹل کر

وہ سمجھی کہ اوٹھتا نہین ہی بارِ محبت
دوہری ہوئی گردن جو مری نزع مین ڈھل کر

نازک ہی بہت سینی مین میری دلِ غمگین
گر ناز بھی کرنا تو مری جان سنبھل کر

اتنا بھی بہت ہی کہ عیادت کو ہماری
دو چار قدم راہ مین وہ رکھی چل کر





وصلت مین بنائینگی وہ چال اپنا کہ تم آپ
گھر جانیکا پھر نام بھی لوگی نہ بہل کر

اوس فتنۂ عالم کی ذرا چھیڑ تو دیکھو
پوشاک مین بھی فتنی کا عطر آیا ہی مل کر

گر شمع کو پروانی کی جلنی کا نہین غم
کیون موم ہوئی جاتی ہی وقت پگھل کر

نقشہ ہی یہی گر مری رونیکا تو اکدن
سب خون نکل جای گا آنکھونسی اوبل کر

کھائی ہی قسم غصی مین بات تو نکلی تو ہم بھی
چھیڑین اوسی اس ڈھب سے کہ بول اوٹھی وہ جل کر

دل روز نیا مانگو نہین کچھ یہ بڑی بات
دونگا مین اسی دلکو تمہین پھیر بدل کر

ساقی ترا احسان مین جب مانون کہ وہ شوخ
بیہوش مری گود مین گر جای پھسل کر

موتی تری بندونکی نہین زلفونمین تابان
لہراتی ہین دو کالی یہ من اپنی اوگل کر

دشنام نہ دینگی کبھی وہ شرم سی ہرگز





نواب ذرا بزم مین کل تو ہی پہل کر

بیٹہو سرِ مزار جو تم سبکو چہوڑ کر ۵۰ تو جان ہم نثار کرین سر کو پہوڑ کر

کم ہو گئی جو اُنکی کہٹک زخم کی تو ہم نشتر کی نوک رہینگی سینی مین توڑ کر

خون اپنا ہی جو غیر کی سر پر تو مثلِ دل یہ بھی تم اوس سی چہین لو گردن مروڑ کر

دل مین جو حسرتین ہین وہ انکو نکال لین خوش کر ہی لینگی آپ کو پہر ہاتہ جوڑ کر

دیتا ہی جل رقیب تجہی روز لاکہ بار تو بھی تو کوئی اوس سی کبہی جوڑ توڑ کر

کتنا ہی تم بناؤ نہ بگڑونگا مین کبہی محفل مین ہنس رہی ہو عبث منہ کو موڑ کر

کد اسقدر ہی ہمین جو ای محتسب تجہی کیا خلد تو بنای گا شیشون کو توڑ کر

نوحون سی باز آ نہ رو صبر کر کہ ہم





نواب ابہی تو آی ہین دامن نچوڑ کر

اہ

لیا ہی چشمِ ترنی خونِ عالم اپنی گردن پر
ذرا تم بھی تو رُو دُو حسرتونسی میری شیون پر

چمک یہ موتیونکی دیکھی اوس گوری کلائی مین
کہ پروین کا ہوا دہوکا مجہی اوس سمبر کی گردن پر

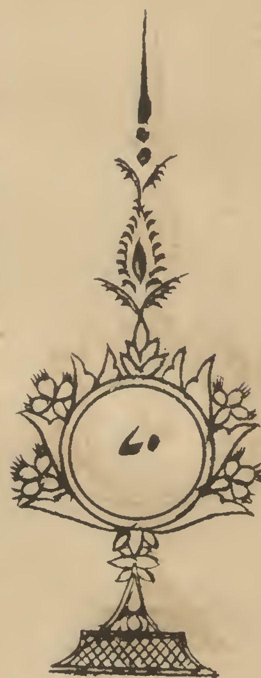
تمنا ہی مگر تمکو تماشای قیامت کی
کہ آیَ نازسی ٹہوکر لگانی میری مدفن پر

قیامت مین بہلا وہ خاک مانگی خونبہا تجھسی
دمِ بسمل پڑا ہو خون جسکا تیری دامن پر

نہین جاتا ہی بزمِ عیش مین بھی اسطرح کوئی
کہ جیسی بہرِ ماتم آی ہو تم میری مدفن پر

گواہی کون دیتا حشر مین میری شہادت کی
نہ رہتا کوئی قطرہ خون کا گر تیری دامن پر

نہ رشک اتنا کرو نواب تم میرا کہا مانو
کہین ناز اوس صنم کو ہو نہ جای عشقِ دشمن پر





۵۲

غیر کو وصل کی باتونسی ستائین کیونکر | وہ تو کہنی مین نہین بات بنائین کیونکر

تم ذرا پہلی بلائین تو مجہی لینی دو | پھر مین کہہ دونگا کہ آتی ہین بلائین کیونکر

بیخودی مین نہ ہلا شانہ نکر فکر طبیب | وہ تو آئی نہین ہم آپ مین آئین کیونکر

تیرا ثانی تو نہین جو تجہی دیتا تعلیم | آگئین تجکو پہر اسدرجہ ادائین کیونکر

ہی ادہر وصل مین حیرت تو ادہر ہی تمکین | حالِ دل اپنا اوسی ہای سنائین کیونکر

کچہ بھی امید جو ہوتی تو نہوتے پروا | یاس مین موت سی ہم جان لڑائین کیونکر

واعظ اتنا تو بتا دی کہ بہلا حورون کو | یاد کیونکر کرین اور اوسکو بہلائین کیونکر

دیکہ لو کیا ہوا جاتا ہی ابھی دم بہر مین | تم ذرا پوچہو تو کرتی ہین وفائین کیونکر

ضعف سے اپنی ہی لب تک نہین آتین آہین | جائینگی کان تک اوسکی یہ صدائین کیونکر





نہ برہمن ہین نہ رہبانِ کلیسا ہم ہین — ہر گھری سینی سی اوس بت کو لگائین کیونکر

اپنا تو کام ہوا وہ بھی کہتی ہین ابھی — کہ سہا کرتی ہین عشاق جفائین کیونکر

کچھ ملک تو نہین ناصح بھی بشر ہی تو اب
پھر بھلا نام صنم اوسکو بتائین کیونکر

ردیفِ رای ثقیلہ

۵۳

چار گر بہرِ خدا بسملِ جانان کو نچھیڑ — زخم کو چھیڑ مگر یار کی پیکان کو نچھیڑ

اوسکی نالون سی نہ آجای قیامت صیاد — موسمِ گل مین کبھی بلبلِ بستان کو نچھیڑ

وہ تو عاشق نہین پھر چھیڑنی سی حاصل کیا — سبکو تو چھیڑ مگر اپنی نگھبان کو نچھیڑ

چھیڑ اوس شوخ کو ناصح تو در لطف بھی ہو — مفت مین اس دلِ ناکردہ پشیمان کو نچھیڑ





اور جو چاہی وہ کہ کچہ نہین مطلب ہمسکو ۔۔۔ پر بُرا کہلی کسی گبر و مسلمان کو نچھیڑ

روزِ فرقت ہی ستانی کو مری کافی ہی ۔۔۔ ای شبِ ہجر تو اس کشتۂ ہجران کو نچھیڑ

یاد ہی وصل مین نواب وہ اوسکا کہنا

چل پرے جی دور مری کاکلِ پیچان کو نچھیڑ

ردیفِ زای معجمہ

۵۴

روزِ اول ہی نہین وصل کا اقرار ہنوز ۔۔۔ وہی حیلی ہین وہی اوسکو ہی انکار ہنوز

الامان ظلمتِ مرقد سی کہ یا رب مینی ۔۔۔ ہجر کی بھی نہین دیکھی ہی شبِ تار ہنوز

تن بِی سر ہین یہان لاکھون درِ قاتل پر ۔۔۔ نہین آیا وہ کبھی تا سرِ دیوار ہنوز

ایسی عبرت ہوئی قاتل کو مری قتل کی بعد ۔۔۔ کہ ندامت سی نہین باندہی ہی تلوار ہنوز





آئی وہ مجلسِ ماتم مین خوشی کی جا ہی — پیٹتی روتی ہین کیون سب مری غمخوار ہنوز

فصلِ گل آئی کھلی پھول مگر دل کوی مر — چین لینی نہین دیتی خلشِ خار ہنوز

غیر سی ملنی کی اوس شوخ نی کھائی تو قسم — غم کی ظاہر ہین مگر چہرسی آثار ہنوز

حسن کی دیکھنی سی لاکھون بلائین دیکھین — دل کو اسپر بھی تو ہی حسرتِ دیدار ہنوز

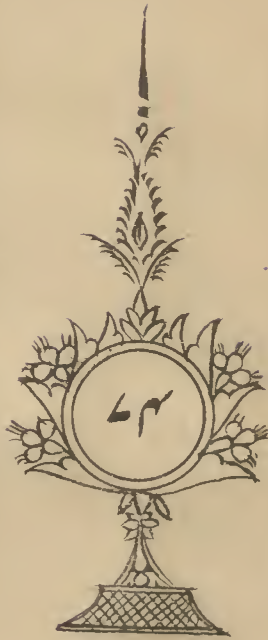
حشر مین سیکڑون اُلجھی ہوی جھگڑی سُلجھی — دل مرا ہی تری زلفون مین گرفتار ہنوز

صبر و طاقت تو گئی دل سی یہ باعث کیا ہی — نہین جاتا ہی تری عشق کا آزار ہنوز

نہ کہین سبزی کی آثار نہ بوسونکی نشان — صاف ہین نامِ خدا چاند سی رخسار ہنوز

شکوہ ہجر کا کیا ذکر لبون تک میری — وصل کی شب کی بھی آئی نہین اسرار ہنوز

مٹ گئی شرم ملی بوسی اُٹھی مُنہ سی نقاب — صرف اِک وصل کی آپمین ہی تکرار ہنوز





داغِ الفت کی عوض روضۂ رضوان پایا
اشک افشان ہین مگر دیدۂ خونبار ہنوز

مرگِ عالم کا بہلا ہوا سی صدمہ کیونکر
جسنی مرتی نہین دیکھا کبھی بیمار ہنوز

کرچکی تیغِ ادا قتل دو عالم کو مگر
ہای ری وہم کہ کرتی ہین وہ اصرار ہنوز

حشر بھی ہو تو نہ آئیگا وہ باہر نوان
تو عبث راہ مین بیٹھا ہی مری یار ہنوز



٥٥

دیکھ لیتا ہون تری زلف چلیپا ہر روز
رہتی ہی میری نظر مین شبِ یلدا ہر روز

نام بھی اب نہین آتا کبھی اونکی لب تک
پہلی منہ دیکھتی تھی صبح کو میرا ہر روز

دل نی پایا ہی دعا مانگ کر اوسکا پیکان
چارہ گر تجکو ہی کیون فکرِ مداوا ہر روز

تو تو مدت سی مری جان کا خود ہی دشمن
تجکو بھر کاتی ہین ناحق مری اعدا ہر روز



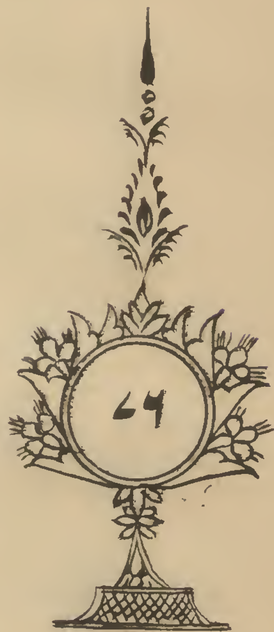
سخت جافی ہی سی نہ ہون مین اپنی ورنہ
قتل کو ہوتا ہی اونکا تو اشارا ہر روز

تیری بیمار کو جب بھی نہ شفا ہو ہرگز
دیکھین سو بار اگر حضرتِ عیسی ہر روز

کوثر و خلد سی واعظ نہین کچھ بحث اوسکو
جسکی ہاتھون مین رہین ساغر و مینا ہر روز

طور پر موسیِ عمران نی جو کچھ دیکھا تھا
دیکھتا ہون تری رخ مین وہی جلوا ہر روز

تیری چاہت کو مین کسطرح چھپاؤن تو آن
ساری دنیا مین اب اسکا تو ہی چرچا ہر روز



ردیفِ سین مہملہ

٥٦

آئینگی جیتی جی نہ کبھی تیری در کی پاس
ہم کیا ہماری روح نہ پہٹکیگی گہر کی پاس

ہیکل لٹک کی آئی ہی اوسکی کمر کی پاس
یا خطِ کہکشان ہی شعاعِ قمر کی پاس



تسکین ہوگی روح کو آواز ہی سی کچھ
مرقد مرا بنے تو درِ نوحہ گر کی پاس

پایا یہ لطف دردِ جگر مین کہ ہی دعا
آجای دل بھی کھنچ کی آہی جگر کی پاس

سب کچھ تو ہی وہان مگر اس عشق کی دوا
ناصح نہوگی کوئی قضا و قدر کی پاس

سو بار عذر کرنیکو جاتی ہو غیر سی
اکبار آنکلتی ہو گر میری گھر کی پاس

نازل ہوا ہی جیسی یہان آج بیدھڑک
جانا نہ واعظ اور کسی ہنجبیر کی پاس

دو اِک قدم بھی چل نسکیگا وہ حشر تک
مکتوبِ شوق گر ہی بھی نامہ بر کی پاس

تیری ستم کا کوئی مداوا کری دریغ
ہرگز نہ جاونگا مین کبھی چارہ گر کی پاس

وصلِ صنم کا غیر سی وعدہ ہوا ہی آج
بیٹھونگا جا کی شام سی مرغِ سحر کی پاس

رہ آکی میری آہون مین تیری قدر ہو
لیجای کوئی کاش یہ پیغام اثر کی پاس



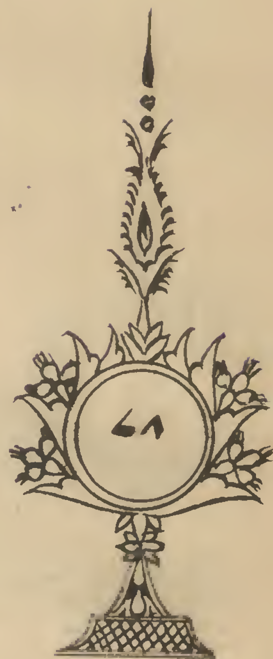


اللہ ری سوزِ دل کہ وہین موم ہوگیا
پہلی تو تہا نظارۂ جانان ہی رہ آہن

جب لیگیا مین ہاتہ ذرا نیشتر کی پاس
جز اشک اتبو کچہ بہی نہین چشم تر کی پاس

نواب سی تو ہم نہین آگاہ ہین مگر
کوئی تڑپ رہا ہی تری رہگذر کی پاس

ردیف شین معجمہ



کوئی عالم مین نہوگا کہین ہمسا بیہوش
خط کی جلوی سی عجب رنگ کا ہی حسن ملیح
نشی مین دیکھکی مجکو وہ بگڑ کر بولی
بدگمانی اسی کہتی ہین کہ کل محفل مین

۵۷ کہ گئی حشر مین سب ہم رہی تنہا بیہوش
کہ اگر دیکہین تو ہون خضر و مسیحا بیہوش
ہٹ خبردار مری پاس نہ آنا بیہوش
غش بہی آیا مجہی پر اوسنی نجانا بیہوش



سحر آئی وہ گئی مجکو خبر کچہ نہوئی	لذتِ عیش سی تھا وصل مین ایسا بیہوش
حالِ عاشق سی تو واقف نہین پر دیکھا ہی	تیری کوچی مین ابھی کوئی پڑا تھا بیہوش
ایسی ہشیار کو می دینی سی حاصل ساقی	وہ کبھی لاکہ برس تک بھی نہو گا بیہوش
بدگمانی نی مری مجکو ستایا ہی بہت	ہوش اوڑی میری کہین جب اوسی دیکھا بیہوش
بیحجابی مین یہان عیب نہین کوئی مگر	بزمِ اغیار مین اس طرح نہونا بیہوش

شاید آجای اوسی رحم سنگھائی زلفین
خود ہی نواب تو اوس بزم مین ہو جا بیہوش

ردیف صاد مہملہ

ایسی بگڑی کہ نہین یاد ہمارا اخلاص	۵۸	آن کی آن مین جاتا رہا سارا اخلاص





غیر کو چاہو تو دشمن ہو مری شوق سی تم
ہی یہ منظور نہین پر وہ گوارا اخلاص

یاد آتا ہی تو خاموش پڑا رہتا ہون
چھیڑنا باتون مین اپناوہ تمہارا اخلاص

ہای وہ وصل مین اوس شوخ کی بازی باتین
کبھی در پردہ ادائین کبھی پیارا اخلاص

کل قسم کھائی تھی اور آج ہی غیرونسی ملی
پھر نکرنا کبھی تم مجھسے دوبارا اخلاص

چاہ اغیار کی اب جیسی پسند آتی ہی
اس سی بڑھکر کبھی پیارا تھا ہمارا اخلاص

وصل مین مینی جو چھیڑا تو وہ بولی نواب
رکھی تہ کر کی بس اپنا یہ خدارا اخلاص



ردیفِ ضادِ معجمہ

لطف سی کام نہ بی لطفیِ دربانسی غرض
جان ہی جای تو پھر کیا درِ جانانسی غرض



بیخودی لیگئی ہی کھینچ کی اوس عالم مین | کہ نہ کچہ دردسی ہی بحث نہ درمان سی غرض

خواہشین میری نپوچھو کہ تمہین جب مجھسے | کوئی مطلب نہین تو کیا مری ارمانسی غرض

ضعف سی ہاتہ نہ ہلتی جو کبھی وحشت مین | تو نہوتی مجھی کچہ اپنی گریبان سی غرض

پوچھ دلسی کہ وہ کیون زلف مین جاکر الجھا | کوئی تو ہوگی اوسی کاکل پیچان سی غرض



بی نیازی تری صدقی کہ غم فرقت مین | نرہی کوئی مجھی حسرت جانانسی غرض

لذت زخم کہان جب نہوے زخمون مین کھٹک | دل کو اسواسطی ہی ناوک مژگان سی غرض

جنکو بت کہتی ہین وہ ہوتی ہین ان دونون مین | ہو نہ کسطرح مجھی گبر و مسلمان سی غرض

کافراسوقمتین سب کہتی ہین مجکو کہ تمہین | کہ تو دو بہر خدا اپنی ہی ایمان سی غرض

زخم پر شتہ گیسو کی چہڑکنا تم مشک | کہ نہین اوسکو دم نزع نمکدان سی غرض



دائما وصل کی ٹھہری تو یہ غم ہی نواب	کہ کسی ہوگی اب اوسکی شب ہجر انسی غرض

ردیف طاء مہملہ

	۶۰	
غیر و نسی اب ہی آٹہ پہر پیار یہ اختلاط		در گذری ہم نہین ہمین درکار اختلاط
کیا لطف ہوگا وصل مین اوس نازنین کی ہائی		ہی جسکی ہجر مین ہر اک آزار اختلاط
دیوانی بن گئی تیری تصور مین رات دن		پریون سی کہتی ہین تری غمخوار اختلاط
ارمان دل مین لاکھون ہین لیکن مین کیا کرون		نازک مزاج یار ہی دشوار اختلاط
احباب سی تو گھر مین بھی اونکو حجاب ہے		اعدا سی ہوتی ہین سر بازار اختلاط
پہلی نشاط عمر سمجھتی تھے ہم مگر		رشک عدو سی ابتو ہی آزار اختلاط





کھنچنی مین یہ مزہ ہی کہ کس کس مزسی آج ۔ ہی ہمسی بار بار جو اصرار اختلاط

دم ہی لبونپر اب نہ لپٹئی کہ نزع مین ۔ بی سُود التفات ہی بیکار اختلاط

بازآو دشمنون سی نہین اسکی بزم مین ۔ ہم بہی کرینگی غیرسی ناچار اختلاط

طنزاً کہاکہ غیرسی ملیی تو بول و اُٹہی ۔ ایسونسی کرتی ہی مری پیزار اختلاط

برسون گذر گئی نہین ہوتی ہی بات بہی ۔ تہا پہلی ایک آن مین سو بار اختلاط

کیا ہو مجہی تباؤ تو نواب وصل مین

اوس شوخ سی جو ہونی لگی پیار اختلاط

ردیف ظاء معجمہ

کعبی جانی سی فائدہ واعظ ۔ ۶۱ ۔ ہو نہ جائینگی ہم خدا واعظ





پند کو سنکی کیا کرونگا مین — میری مطلب کی کچھ سنا واعظ

کیسی جنت کہانکی حور و شراب — فقری یہ اور کو بتا واعظ

اس بلا کا کہین ٹھکانا ہی — تو ہمارا ہو رہنما واعظ

وعظ کہنی کو گھر سی نکلا تھا — مجکو دیکھا تو پھر گیا واعظ

تو بھی گر یار کی کمر دیکھی — نہ ملی پھر ترا پتا واعظ

اوسکی کہنی کو کس طرح مانون — نہ پیمبر نہ ہی خدا واعظ

بگڑی ہین ذکرِ حور وہ سنکر — ہای یہ تونی کیا کیا واعظ

کوئی تدبیر جب نکل نہ سکی — منعِ اعدا کو مین بنا واعظ

اپنی نالی کی بھی ہی کچھ تاثیر — کھینچی جب آہ رو دیا واعظ





نام تیرا الیا نہو ورنہ — کیا کہا میںنی جو ہنسا واعظ

ضد سی دونی شراب پی مینی — وعظ سی تیری یہ ہوا واعظ

شیشۂ و جام دیکہکر نو اب

رشک سی کیون نہ مر گیا واعظ

ردیفِ عینِ مہملہ

٦٢

جس شوخ سی ہو سبکو عداوت کی توقع — کیونکر ہو مجہی اوس سی محبت کی توقع

بیمارِ عاشق کا سبب کوئی نہین اور — اوسکو ہی فقط تیری عیادت کی توقع

افسوس وہ دیکہی غمِ ہجر انکی مصیبت — جس دل مین بہری ہو تو ری وصلت کی توقع

وہ صدمی اوٹہائی ہین کہ اب روزِ جزا بہی — دل مین نرہی کوئی اذیت کی توقع





الفت مین کسی شوخِ ستمگار کی مجکو
آفت کی ہی امید قیامت کی توقع

پھر جائینگی دن رحمتِ حق ہی سی وگرنہ
طالع سی تو ہی اپنی مصیبت کی توقع

حیرت ہی مجھی ہو گئی زاہد تجھی کیونکر
واعظ کی فقط کہنی سی جنت کی توقع

نومید ہون ای چرخ تری جور سی مین کیا
خصلت سی تری ٹوٹی ہی خلقت کی توقع



اب بات بھی کرنیکو نہین چاہتا ہی دل
پہلی تھی بہت حرف و حکایت کی توقع

اوس دن کو نہ کہی مجھی خالق کہ مین رکھون
کہنی سی عدو کی شبِ وصلت کی توقع

مایوس ہون مین اپنی گناہونسی تو نواب
پر ذات سی خالق کی ہی رحمت کی توقع

ردیفِ غین معجمہ



٦٣

بعد مرنیکی ملی خاک اوسکی مدفن کا سراغ — جیتی جی هرگز نپایا جسکی مسکن کا سراغ

کبتک ای بلبل چهپی گی باغ مین صیاد سی — مل هی جائی گا کبهی تیری نشیمن کا سراغ

چوکڑی بهولی هین وحشت سی غزالانِ حرم — گم هوا هی جب سی میری ناوک افگن کا سراغ

تیری عارض گر نهوتی شعله افروزِ جهان — حشر تک موسی نپاتی دشتِ ایمن کا سراغ

سنتی هین اوسکی کمر کی عشق مین هی بی نشان — های اب هاته آی کیونکر همکو دشمن کا سراغ

لی اوڑی بادِ بهاری اسقدر میری حواس — ره کی گلشن مین نپایا مینی گلشن کا سراغ

وصل کی شب تو نهی خواب مین حیران هون — رات کو ملتا نتها کیون تیری شیون کا سراغ



ردیفِ فا



کون لوبیگا وہان ایوای بسمل کیطرف
حشر مین ہوجائینگی سب لوگ قاتل کیطرف

یاد ہی مجکو شب وصل انتظار صبح مین
دیکھنا ہر دم وہ تیرا ماہ کامل کی طرف

آمد آمد نامہ بر کی گر سنونگا بعد مرگ
منہ مرا تربت مین پھر جائیگا منزل کیطرف

ای فلک اوس بیوفا کو مہربان کر دیکھیو تو
جاتی ہین کس شوق سی ہم اوسکی محفل کیطرف

ہوچکا عالم شہید خنجر ناز اور مین
دیکھتا ہی رہگیا انداز قاتل کی طرف

وہ مزہ پایا اسیری مین کہ بعد مرگ بھی
روح محشر تک رہی مائل سلاسل کی طرف

کیون چراتی ہو مرا منہ دیکھو وہ نکلا ہی چاند
پھر کی بیٹھو اک ذرا مد مقابل کی طرف

ہوگیا اندھیر عالم وقت آخر ورنہ مین
دیکھتا کن حسرتون سی روی قاتل کی طرف

کوہکن کیطرح سر بھی پھوڑنا ہوگا ضرور
لیچلا ہی دل جو اوس شیرین شمائل کی طرف





خلد کو بھی دیکھ لینگی وا عطو پر اتہو ہم
صومعی سی جاتی ہین اوس بت کی محفل کیطرف

بوسہ ہاتہ آئی گا اونسی کیا کسی محتاج کو
ہان مگر الزام عاید ہوگا سائل کی طرف

اوٹہ گیا دنیا سی مجنون تو بلاسی اوٹہ گیا
کہد و لیلی سی کہ جائی اپنی محمل کی طرف

نزع مین ہون اب اوٹہا رکھو نگاہین یار کی
ڈوبتی کشتی نہین کہنچتی ہی ساحل کی طرف

دونون عالم کی خبر غش مین نتہی نواب کو
ہاتہ اوٹہ جاتا تہا پر بیساختہ دل کیطرف



ردیف قاف

۶۵

تحریر کی مشتاق نہ تقریر کی مشتاق
ہین ہمتو فقط آپ کی تصویر کی مشتاق

عشاق ہین یون زلف گرہگیر کی مشتاق
دیوانی ہون جیسی سر زنجیر کی مشتاق



مشتاق ہین ہم تیری خطِ شوق کی جتنی
اوتنی نہین ہین کاتبِ تقدیر کی مشتاق

گرہی یہی لذت تری غصی مین تو ظالم
کیا کچہ نکرینگی تری تعزیر کی مشتاق

تا دعویِ الفت نکری کوئی کسی سی
عاشق ہین تری اسلی تشہیر کی مشتاق

غیرونکو مبارک ہورہائی کہ یہان ہم
بیٹھی ہین ازل سی کسی زنجیر کی مشتاق

ہین ایک ہی حربی مین وہان سیکڑون غمزی
دل اور جگر دو ہین بہا تیر کی مشتاق

کیا جانیی کیا لطف ہی تعزیر مین تیری
اعدا بھی ہین جسکی لیی تقصیر کی مشتاق

نومید ہون اس درجہ مین تقدیر سی اپنے
نالی بھی مری اب نہین تاثیر کی مشتاق

بہزاد مرقع کو تری لیکی کرین کیا
ہمتو ہین کسی نور کی تصویر کی مشتاق

نادان نہین ہمسی زمانی مین زیادہ
عاشق بھی ہوی اور ہین توقیر کی مشتاق





جو داغِ نہانی ہین وہ جب تو ہی نہ دیکھی — دکھلای کسی سینۂ و دل چیر کی مشتاق

کھینچ آہ جلی دل سی کہ نواب فلک پر
قدسی ہین تری نالۂ شبگیر کی مشتاق



ردیف کاف عربی

٦٦

ہلتی نہین وقت نزع تک تب — کبتک یہ ہجوم یاس کب تک

ہونگی کسی اور سی وفائین — ہمپر تو وہی ستم ہین اب تک

احسان ہے طولِ روزِ غم کا — دیکھی نہین مینی غم کی شب تک

تم غیر کی گھر سی آ گئی پر — ہم رشک سی مر مٹین گی جب تک

چپ ہو گئی صاف مُنہ بنا کر — مطلب کی جو بات آئی لب تک



دل صاف ہوا خطا سی اپنی	شکوہ رہا رنج بی سبب تک
انداز ہمیشہ تجہ مین ہین یہ	ہی بگڑی ادا دمِ غضب تک
دیکہی نہین ایسی گیسو و رخ	شہرہ ہی یہ چین سی حلب تک
گر ہی یہی روزِ ہجر تو ہم	جیتی نہ بچین گی آج شب تک
ہو گی یہی دل کو بیقراری	امید ہی سو طرح کی جب تک
کیا کام عدو کا تیری گہر مین	جب پہنچی نہ مجہسا با ادب تک

غیرونکو بہی اوسکا غم ہی نواب
خالی نہین رشک سی تعب تک

ردیفِ کافِ فارسی





٦٧

یون بھڑک اوٹھی ہی سوزِ دل سی میری تن مین آگ | ناگہان لگجاتی ہی جیسی کسی خرمن مین آگ

آہِ سوزان کسنی کھینچی ہی دلِ پر سوز سی | لالۂ احمر سی دہکی ہی جو ہر گلشن مین آگ

دل ادہر سینی مین جلتا ہی اودہر جاری ہین اشک | وای قسمت شعلہ زن ہی میری گھر ساون مین آگ

رشک کا احسان و صلیتمین کہ اسنی بی کہی | لاکی دوزخ سی بھری ہی سینۂ دشمن مین آگ

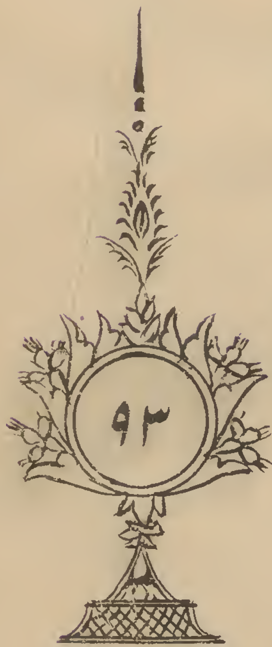
جوشِ وحشت مین بھلا کیونکر بچاؤن گا کفن | گر بھی ہی سینۂ پر سوز سی مدفن مین آگ

سرمگین آنکھونسی تیری طور پر بجلی گری | شعلۂ رخ نی لگادی وادیِ ایمن مین آگ

جا پڑا کیا خون میری زخمِ دامندار کا | یک بیک کیون لگ گئی جلاد کی دامن مین آگ

خاک ہو جاؤن کہین جلکر تو جھگڑا پاک ہو | ای فلک تو ہی لگادی اب مری مسکن مین آگ

دیکھ او ظالم حذر کر آہ سی مظلوم کی | خاک کردیتی ہی ہر خشک و تر کو بن مین آگ





ہوگیا شاید گذر نواب کا اس شہر مین
مشتعل ہی جابجا جو کوچہ و برزن مین آگ

ردیفِ لام

٦٨

وصلِ معشوق ہی گلشن مین نجانا بلبل
میری گھر آج سرِ شام سی آنا بلبل

آمدِ یار سی گلشن ہی سُہانا بلبل
تو بھی اسوقت ذرا گا لی شہانا بلبل

ٹوٹ جائین نہ کہین دامِ بلا کی پہندی
بال و پر وقتِ اسیری نہ ہلانا بلبل

کوئی گل ہار جو اوتری ہی بہیجی تجھکو
قبر پر میری بھی دو پہول چڑہانا بلبل

رقص کرنی لگی صیاد قفس جلجائی
آج اس دردسی گا کوئی ترانا بلبل

شبِ فرقت کا بھی سامان ذرا کر رکہنا
وصلتِ گل مین کہین بہول نجانا بلبل





مثلِ پروانہ کہین خاک بہی ہو جا کہ کبھی
بوالہوس جانتا ہی سارا زمانا بلبل

تیلیان ٹوٹین قفس کی جو پھڑکنی سی تری
اُوڑ کی پھر سیری ہی ویرانی مین آنا بلبل

وہ اگر ڈہونڈہی چمنمین مری تربت کا نشان
کھینچکر نالۂ غم تو ہی بتانا بلبل

چہپہی ایسی نہون جن سی او چپٹ جائی جی
لحنِ داؤدی سی گُلچین کو بُہانا بلبل

وصلِ شیرین سی جو ہو محو ارم مین فرہاد
چونک اوٹھی خواب سی وہ رنگ جمانا بلبل

بوی گل تیر کی لذت جو چھپا دی تجکو
مدۃ العمر رہی تو بھی نشانا بلبل

مجکو گر یاد نہ کرنا تو نہ کرنا لیکن
میری نوحی کہین دلسی نہ بُہلانا بلبل

ساتہ چہوٹی نہ مصیبت مین بہی ہمدردونکا
اِک قفس واسطی میری بھی منگانا بلبل

ہو گئی بند مری جا پہ ہی نغمی سنکر
حشر تک اب مجہی تو منہ نہ دکہانا بلبل





مینی تعلیم کی ہین جو چمن مین تجکو
قمریون کو بھی وہی نوحی سکہانا بلبل

اپنا گل ہی نہو تو لذتِ جاوید کہان
ہجر مین خلد کو بھی آگ لگانا بلبل

نئی انداز سی گر سیرِ چمن ہو منظور
اشکِ نواب مین پہولون کو بسانا بلبل

۶۹

کیسی لذت سی ہوا ہای مرا دل بسمل
ہو گیا آپ جسی دیکھکی قاتل بسمل

کون آیا سوِ مقتل کہ بجای تسبیح
عرش پر روحِ امین کہتی ہین بسمل بسمل

تلخی مرگ کی لذت جو چکھی ہی تو پھر
مِی کوثر کو بھی سمجھی گا ہلاہل بسمل

حال پروون مین کس کس کی الٰہی کہ وہان
کچہ جو در پر ہین تو کچہ ہین سرِ محفل بسمل

اوسمین تیری ہی تو اسمین بھی تڑپ قہر کی ہی
تیری تلوار کا ہی مدِ مقابل بسمل





کارگر ہوتی اگر چوٹ نگہ کی لیلے
قیس کی روح بھی ہتی پسِ محمل بسمل

حشر سو بار ہوا پر وہ نسمجھا کیا ہی
نشۂ شوق سی اس درجہ تھا غافل بسمل

حالِ قاصد سی تو واقف نہین آنہی ہی خبر
خاک پر کوئی پڑا تھا سرِ منزل بسمل

تیغِ ابرو کی وہ بُرّش ہی کہ جس سی نواب
مین تو کیا ہو گئی ہین حورِ شمائل بسمل

ردیفِ میم

تم پہ نہوی اگر فدا ہم
دنیا مین کرینگی جی کی کیا ہم

مستی مین وضو کرینگی مَی سی
رندون مین بنینگی پارسا ہم

ہرگز یہ نتھی امید یارب
ہو جاینگی اوس سی یون جدا ہم





جس غیر کی مدح کرتی ہو تم
دیکھین تو کبھی اوسی در اھم

کہتی ہین وہ زلف کو مسلسل
یہ سچ ہی تو ہو چکی رہا ھم

در پر تری رشک نی نہ چھوڑا
کیا خاک بنین گی نقشِ پا ھم

جو ہو نہ ہِلانی پر خفا ہو
کیونکر کہین اوس سی مدعا ھم

دُونی ہوئی ہای آتشِ شوق
دُو دِن رہی اوس سی گر خفا ھم

اوسوقت چھپایا اوسنی مُنہ کو
جب کہہ چکی زلف کو رسا ھم

غیرت کی جگہ ہی سوچ قاصد
تجھسی کہین اپنا مدعا ھم

دل مین رہتا ہی گھڑی تو
کیونکر کہین تجھکو بیوفا ھم

در تک تری شوق کھینچ لایا
خود بنگئی اپنی رہنما ھم





کیا تجکو کہینگی سخت جانی
گر ہوگئی ہجر مین فنا ہم

یہ لذتِ درد ہے کہ تا حشر
خالق سی نہ مانگین گی شفا ہم

لپٹا جو مین اور ڈھب سی بولی
دیکھو ہو جائینگی خفا ہم

جب کچہ نہ بنی تو بیٹھی بیٹھی
تجہپر ہوی جی سی مبتلا ہم

اب فکر ہی سو طرح کی نواب
کرنی کو تو کر چلی گلا ہم

۱۱

حکایت مری رشک کی گر سنو تم
تو غیرونکو گہر مین بہٹکنی ند و تم

بڑی سنگدل سخت بیرحم ہو تم
خدا جانی کیا کچہ کروگے تبو تم

خفا ہو کی کہنا وہ وصلت مین تیرا
جو چہیڑو تو پیٹو مریجان کو تم





جوہی خوف رسوائی اسدرجہ تمکو
تو درپردہ ہی میری عاشق بنو تم

پی قتل کافی ہی روزِ جدائی
یہ الزام تو اپنے ذمی نہ لو تم

یقین آی جب تبھی چاہت کا میری
مرا خطِ تقدیر بھی گر پڑہو تم

اوٹھالی خدا اوسکو جو کوئی تمسے
کہی وقت آخر کہ بس اب اوٹھو تم

بھلا دیکھو تو کیا وہ کہتا ہی تمکو
کبھی غیر کی رونی پر بھی ہنسو تم

جو ظاہر مین ملتی نہین روز آکر
کبھی تو چھپی چوری ہمسی ملو تم

رقیبونسی ہر دم یہ ہنس ہنسکی باتین
نہ مجھسی ڈرو تو خدا سی ڈرو تم

مجھی منع کرتی ہو رونیکو غم مین
بھلا ہمدمو کیسی نادان ہو تم

جو چاہا ہی اوسکو تو اب حضرتِ دل
قیامت تک ایسی ہی صدمی سہو تم





قلم مجھسی اوٹھتا نہین ہمنشینو — اوسی میری جانب سی نامہ لکھو تم

یہ جی چاہتا ہی کہ جبتک جیو مین — نہ اک لحظہ پہلو سی میری ہٹو تم

نہ دیکھی تمہین کوئی پھر حشر تک بھی — اگر دل کی پردی مین آکر چھپو تم

ہمین سی ہی نواب ساری کہانی
کبھی اوس سی بھی دردِ دل کچھ کہو تم

گر یہ سمجھین قید سی ہو جاینگی آزاد ہم — ۴۲ — توڑین اک دم مین قفس کی تیلیان صیاد ہم

لاتی ہین اوسکی گلی مین جنتِ شداد ہم — زاہدو لو دیتی ہین تمکو مبارکباد ہم

ساری منہ دیکھی کی باتین ہین مگر مرنی کی بعد — بہولکر بھی تمکو آئینگی نہ ہرگز یاد ہم

خاک اوڑائی لاکہ لیکن وہ نہ آیا راہ پر — ہای اس امید ہی مین ہو گئی برباد ہم





ظلم کی ہاتھون غمِ فرقت مین اٹھو مرٹی	فائدہ کیا گر کرین بھی شکوۂ بیداد ہم
آنہ جائی حرف دعوای وفا پر حشر مین	گر نہین سکتی خدا سی بھی تری فریاد ہم
جو دلِ غمگین نہو خوش خلد کو بھی دیکھکر	او سکو رکھین ایفلک پہلو مین کیونکر شاد ہم
اپنی دل ہی سی ہمین ایذا ہی تو نازان نہو	تجھسی بھی کہتی ہین بڑہکر اک ستم ایجاد ہم
حسنِ شیرین نی نہ مارا تو شہادت کی لیی	مانگ لینگی ایک دم کو تیشۂ فرہاد ہم
رشکِ دشمن گر نچھوڑیگا ترے کوچے مین تو	کوئی ویرانہ کرینگی جا کی پھر آباد ہم
سینی مین رکھ لین ذرا دل کو تسلی کی لیی	کہا نہ جائینگی تری نشتر کو ای فصاد ہم
گر نہین ہی خرچ تو خمار کی دکّان پر	جا کی رکھین گی گرو سجادۂ زہاد ہم

کچھ بھی ای نواب تسکینِ دلِ مضطر نہو





حشر تک تڑپین جو زیرِ خنجرِ جلاد ھم

۶۲

جب کبھی دیکھتی ہین زلفِ گرہگیر کو ھم — یاد کرتی ہین بہت صانعِ تقدیر کو ھم

چارہ گر ڈھونڈھتی ہی ڈھونڈھتی جا مرینگا — اسطرح دل مین چھپا لینگی تری تیر کو ھم

آہ کرنیسی وہ ملجای تو ای ربِ قدیر — مانگین تجھسی بھی نہ ھرگز کبھی تاثیر کو ھم

حالتِ جوشِ جنون مین بھی کام آتی ہی — دوست رکھتی ہین اسیواسطی زنجیر کو ھم

جب ستاتا ہی بہت دردِ جدائی دل کو — پیار کرلیتی ہین اوٹھکر تری تصویر کو ھم

رحم فرمای کبھی کاتبِ قدرت شاید — اسلیی روتی ہین اک عمر سی تقدیر کو ھم

اوسکی دل مین تو اثر ہی نہین کرتی ناقوات

کیا کرین لیکی بھلا نالۂ شبگیر کو ھم





ردیفِ نون

نئی ڈھب سی تڑپتا ہی دلِ بیمار پہلو مین / مقرر آج بیٹھی ہین وہان اغیار پہلو مین

جگر دل سب لہو ہو کر بہی فرقت مین آنکھون سی / مگر ہان داغِ حسرت رہگئی دو چار پہلو مین

قسم کہانیکی قابل ہین نصیب اون خوش نصیبونکی / رہین دل کیطرح جنکی پری رخسار پہلو مین

وہان فرہاد کی سر پر اگر ہی زخم تیشی کا / یہان ہین ابروونکی زخمِ دہشتدار پہلو مین

شکستِ دل سی گر انکار ہی تمکو تو حاضر ہین / گواہی کی لیے دو گیسوِ خمدار پہلو مین

تمہارا دل ہی قابو مین نہین ہی خوفِ اعدا سے / اوٹھو کیون بت بنی بیٹھی ہو تم بیکار پہلو مین

مری دلکی تڑپ اکثر ہلا دیتی ہی گردون کو / شبِ وصل ای قمر رہنا ذرا ہشیار پہلو مین

ستمگر کیسی کیسی تو نی دنیا مین بنائی ہین / ستم سہنی کو یارب دل بھی دی دو چار پہلو مین





قیامت مین شہادت کی لیی تیغِ آب مینی بہی
لگا رکہی ہین کتنی زخمِ دامندار پہلو مین

۰۵

قیامت گر شبِ فرقت سی ہمسر ہو تو مین جانون
کہان ساری شب اکدم کی برابر ہو تو مین جانون

الہی یون تو ہوتا ہی رہیگا اپنی وعدی پر
جو میری ہجر کی شب فرِ محشر ہو تو مین جانون

بتای گا مجہی کوئی زمانی مین تو کیا آب
تری درگہ مین بہی اوس سا ستمگر ہو تو مین جانون

منجم جہوٹ ہی معشوق کا ملنا کہ قسمت مین
اجل تک بہی اگر مجکو میسر ہو تو مین جانون

مین آؤن حشر تو نسی دیکہتا تمکو سوِ مقتل
تمہاری ہاتہ مین اوس دم بہی خنجر ہو تو مین جانون

بچا لی گر وہ اعجازِ تکلم اسکو تم جانو
مگر یون رنج مین نواب جانبر ہو تو مین جانون





۷۶

نازو انداز جو تیری شبِ وصلت دیکھون | خلد مین پھر نہ کبھی حور کی صورت دیکھون
اوسکی منّت کی لیی غیر کی تربت دیکھون | ہای یہ صدمہ فلک تیری بدولت دیکھون
سیر ہو حشر مین جب داورِ محشر پوچھی | حالِ دل اور مین اوس شوخ کی صورت دیکھون
دلِ گم گشتہ کو سو بار مین ڈہونڈہون ہمدم | اوسکی گیسو مین اگر کوئی علامت دیکھون
اب تو دعوی ہے بہت حضرتِ واعظ لیکن | دیکھی وہ نازسی پھر آپکی عصمت دیکھون
امتحاناً تو ذرا قتل کرو دشمن کو | پھر بھی رہتا ہی مجھی شوقِ شہادت دیکھون
دیکھنی آی تو ہو مجکو مگر رشک سی مین | ہای کن آنکھون سی تمکو دمِ رحلت دیکھون
فتنہ پرداز وہ معشوق عطا کر یارب | کہ جہان جابی وہان رنگِ قیامت دیکھون
اذنِ محبوب سی جاؤنگا وہان بھی واعظ | وہ نہین ہون کہ تری کہنی سی جنت دیکھون





ہمدمو چین کی اپنی ہین کرون سعی فکرین — کوئی دم عشق کی ہاتھونسی جو راحت دیکھون

غیر کی چاہ بہت آپکو ہی سنتا ہون — وہ مجھی چاہی تو پھر آپکی چاہت دیکھون

جنسی دیکھی ہون تری وصل کی دن مدت تک — ہای اون آنکھونسی طولِ شبِ فرقت دیکھون

جل کی ہو خاک کہین سوزِ الم سی تو آن — روز کبتک تری خونسی قیامت دیکھون

ایسی تو بیخودی نہین ہوتی شراب مین — ،، کیا تمنی میری بخت کو دیکھا ہی خواب مین

لطف و کرم کی محو ہوئین ساری لذتین — ایسا مزہ ملا ستمِ بیحساب مین

قاصد کو بھیجتا ہون تو شوخی کی راہ سی — میرا ہی نامہ بھیجتی ہین وہ جواب مین

جب پیار اختلاط مین دیتی ہین گالیان — کیا جانین کیا کہینگی وہ مجکو عتاب مین





اللہ ری تابِ عارضِ مہوش کہ وقتِ وصل
بجلی سی کوند جاتی تھی ہر دم نقاب مین

ہر رونگٹی سی آتی ہی آوازِ شکر کی
لذت ملی ہی یہ شبِ غم کی عذاب مین

تمکو پسند کرتی ہین سب شاہدون مین ہم
زخمی نکالو اب بھی تو کچہ انتخاب مین

پامال کرکی خلد کو صحرا بنا دیا
وحشت بھری تھی یہ دلِ خانہ خراب مین

زاہد کبھی ہوی کبھی ہم محتسب بنے
کیا کیا پڑی ثواب کی ہاتھون عذاب مین

پوچھو تو کوئی بات مری ڈہب کی مجھسی تم
دیکھو تو پھر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

مارا سرورِ وصل نی تو ہی سزا مری
نکلی نہ جان کیون شبِ غم کی عذاب مین

کیا جانی کیا کہینگی وہ شوخی کی راہ سے
دیکھا جو وقتِ وصل مجھی اضطراب مین

گردش مین ڈال میری بھی قسمت کو ای فلک
کیا فائز جو تو ہی رہا انقلاب مین





نواب شکرِ عشق بتان مین مجھی پوچھی
جو کچہ کہا ہی سینی خدا کی جناب مین

	۷۸	
دہوم ہی حسرتونکی ہر دل مین		کون آتا ہی آج محفل مین
یاس سی مر چلی تھی ہم لیکن		آگئی جان کوی قاتل مین
ساری شوخی تم اپنی بہول گئی		وہ تماشا تھا رقصِ بسمل مین
نہین معلوم کیا ہوا جو آج		ہوک سی اوٹہ رہی ہی کچہ دل مین
لطف آبِ حیات کا پایا		تلخیِ ہجر سی ہلاہل مین
کیون مری دل کو پوچھتی ہو تم		مجھسی پوچھو جو ہی مری دل مین
نامہ بر راہ مین ہی اور یہان		خاک اوڑتی ہی پہلی منزل مین





حسرتین وصل کی ہماری بعد — رہین گی ہای کونسی دل مین

وہی کافی نہو کہین لیلی

دیکہ نواب جا کی محمل مین

۷۹

ہلی کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین برسون — کہ نالونسی مری کانپا کیا عرش برین برسون

بہلا کیا خاک سوئی چین سی وہ کنج مرقد مین — رہا ہو جسکی سر کا تکیہ دوش نازنین برسون

تری صورت کا نقشہ جب کبہی کہنچ جائیگا پورا — تو صنعت پر کریگا ناز صورت آفرین برسون

عجب حسرت سی دیکہا ہی سوی جانان دم آخر — رہیگی یاد اوسکو بہی نگاہ واپسین برسون

نہ ہنسی میری رونی پر یہ وہ آفت کا رونا ہے — کہ جسکو دیکہکر رویا کیی روح الامین برسون

اوڑائین دہجیان ہاتہون نے اوسکی جوش وحشت مین — رہی تہی دیدۂ خونبار پر جو آستین برسون





کیا عشقِ کمر نی بی نشان ایسا نپاینگی
عدم مین بھی اگر ڈھونڈینگی مجکو ہمنشین برسون

رفاقت لذتِ زخمِ جگر تیری مین جب جاؤن
کہ مرقد مین بھی میری منہ سی نکلی آفرین برسون

ہوی ہونگی کسی سی وصل کی اقرار بھی شاید
رہی ہمسی تو اوس بیرحم کافر کی نہین برسون

نصیبو مین جو لکھی ہی برائی وہ نجائیگی
اگر رگڑونگا در پر کعبی کی نقشِ جبین برسون

اسیرِ دامِ گیسو دل ہوا تو مین بھی وحشت سی
نچھوڑونگا کبھی ہاتھو نسی زلفِ عنبرین برسون



اسی امید پر شاید کسی دن آؤ تم باہر
نجائینگی تمہاری در سی دم بھر بھی کہین برسون

تری کوچی مین ہی مدتسی ہمپر نزع کا عالم
گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنی دیکھا ہی یہین برسون

جفاسی اوسکی ٹھہر گیا نہ ای نوح اب کوئی بھی
رہینگی دیکھہ لیتا کوی جانان مین ہمین برسون



۸۰

بھار آئی کھلی گل بلبلین بھرتی ہین گلشن مین
ذرا تو بھی خدا کی واسطی آ میری مسکن مین

چمک بڑھ جائیگی افشانسی ایسی وی ہی روشن مین
کہ فورًا آگ لگ اوٹھی گی ساری دشتِ ایمن مین

قیامت تک نہو گا یہ اثر فریادِ دشمن مین
ترا بیچین ہونا منحصر ہی میری شیون مین

دیی ہوتی مجھی ای چرخ تو کچھ کام بھی چلتا
عبث سب فتنی تو نی بھر دیی ہین اوسکی چتون مین

گئی ہین ایسی ناکامی سی ہم اوس بت کی کوچی سی
رہیگا ذکر جسکا حشر تک ہر کو و برزن مین

نہین کچھ ایک غمزہ قتلِ عاشق کی لیی ظالم
ہزارون ناز ہین آفت کی تیری چشمِ پرفن مین

مری زخمونکی کیون ہی فکر تجکو چارہ گر ہر دم
بھری ہین معجزی عیسی کی کیا کچھ نوکِ سوزن مین

ڈھلا جاتا ہی نسکا میری گردن کا جو ای ہمدم
پڑی ہین دشمنونکی ہاتھ شاید اوسکی گردن مین

خدا کی شان ہمتو خط لکھین کس شوق سی تمکو
نہ دیکھو آنکھ سی تم رکھدو دیوارونکی روزن مین







قصور ایسا ہوا تہا کونسا جسکی عوض یار آب	بھری ہی آگ سوز دل سی تونی میری بدن مین
رخِ انور نہین دیکھا ہی تیرا اور نہ محشر تک	نہوتا کوئی بھی جھگڑا کبھی شیخ و برہمن مین
گلو نسی شاد ہون نالو نسی پر بلبل جلاتی ہے	الٰہی آگ لگ جائی فقط اسکی نشیمن مین
عجب پردی مین لذت ہاتہ آتی دستبوسی کی	مرادل بھی جو ہوتا موتیون کی ساتہ سمرن مین
نہ چہیڑا ای خارِ صحرا تو نہ دامنگیر ہو میرا	بھری ہین بخت دل کن مختونسی میری دامن مین
رہا یوہین دلِ بیتاب پہلو مین تو محشر تک	قیامت کا رہیگا زلزلہ ہر وقت مدفن مین

تعجب کیا جو وصل یار کی نواب کو دہن ہے
خیالِ خام بندہجاتی ہین جو ہین دل کی الجھن مین

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون	۱۸	تم میری بس مین ہو تو خدا جانی کیا کرون





کہتی ہین بعدِ حشر کوئی دن بتائیے
تو وصل کا ہین آپ سی وعدہ وفا کرون

تعریف عشقِ غیر کی میری مذمتین
انصاف کریہ باتین مین کبتلک سنا کرون

سو ظلم ہمپر اب تو ہین پر کچہ بھی یاد ہے
کہنا وہ بیکسی مین کہ اللہ کیا کرون

تعزیر دیجیی مجہی اوسدم کہ جز جفا
بہولی سی بہی کبہی مین خیالِ وفا کرون

دل مین بھری ہوئی ہین ہزارون ہی حسرتین
کس کس کی واسطی مین الہی دعا کرون

گر وصل ہو تو لاکہ طرح کی ہون مشغلے
یہ تو بتا و ہجر مین مین کیا کیا کرون

اوس بیوفا سی لاگ ہی اسکا علاج کیا
نواب گر مرض ہو تو اوسکی دوا کرون

تذکرہ سنکر تمہارا میری دم مین دم نہین
پیچ ہی شہرہ حسن کا ذکر اجل سی کم نہین



سیکڑون عالم ہین معشوقانِ عالم ہین مگر — پیار کرتی ہین جسی ہم ہای وہ عالم نہین

گو نہ آؤ تم مگر ہم یاد ہی سی شاد ہین — بیکسی مین اس سی بہتر مونس و ہمدم نہین

گر کسی سی تم نہین لپٹی شبِ وصلت تو کیون — پرزی کُرتی کی اوڑی ہین سینی پر محرم نہین

مرگئی کیا نوحہ گر یا ذکر تیرا آگیا — آج کیون اہلِ عزا مین شورشِ ماتم نہین

غم نہو تیرا جسی کیونکر ہو اوسکی زندگی — کاہشِ جان کی لیی اس سی زیادہ غم نہین

اشکِ دشمن سی گھبراؤ کہ اپنی ہجر مین — تمنی دیکھا تھا جنہین وہ دیدۂ پرنم نہین

کیون ترا احسان اوٹھاؤن مفت مین ای چارہ گر — ہاتھ ٹوٹی ہین مری دنیا مین یا مرہم نہین

ہوش مین آ دستِ ساقی سی سمجھکر جام لی — می ہی ای زاہد یہ آبِ کوثر و زمزم نہین

میری فریاد و فغان سی تیری محفل کی سوا — کونسی وہ بزم ہی جو برہم و درہم نہین





آفتابِ حسن کیا آنکھیں دکھاتا ہی نہین
ہین یہ آنسو عاشقونکی قطرۂ شبنم نہین

رشکِ دشمن رنجِ فرقت دردِ پہلو سوزِ دل
گر یہی ہین عشق مین صدمی تو اکدن ہم نہین

کیون نہ کھینچون حشر مین نوابِ حق کی روبرو
آنچل اوس کا فرکا ہی کچہ دامنِ مریم نہین

جسکو دیکھا وہ آشنا ہی نہین
۸۳
کیا زمانی مین باوفا ہی نہین

جا کسی اور جا اثر کہ یہان
یاس سی دل مین کچہ رہا ہی نہین

ہمتو افسوس کہہ چلکی کیا کیا
پر وہ کہتی ہین کچہ سُنا ہی نہین

کیون زمانی مین حشر آیا ہے
حالِ دل مینی تو کہا ہی نہین

تو تو کہتا ہی نامہ بر سب کچہ
مگر اوسنی تو کچہ لکھا ہی نہین





روز محشر کی شام ہی لیکن　　شب فرقت کی انتہا ہی نہین

تم مناتی ہو کسکو ای نواب

وہ تو کہتی ہین ہم خفا ہی نہین

۸۴

بعد مدت جو کچھ کہا تو نہین　　دلربائی کی یہ ادا تو نہین

غیر سی پوچھتا ہون ہاری شوق　　وصل کی شب وہ سی حیا تو نہین

ناز پر تیری پس گیا ہی کیون　　دل مرا ہی یہ کچھ حنا تو نہین

شوخ ہی رنگ گو زمانی کا　　تجھسا چالاک و دلربا تو نہین

لیجیی بوسی میری ہی منہ کی　　اسمین نقصان آپکا تو نہین

تیری ہی راہ مین رہینگی مدام　　ہم مین ہرچند کچھ رہا تو نہین

اشک سرخ اسقدر نہین ہوتی　　یہ کسی شوخ کی حنا تو نہین





آہ ہی نارسا تو میری ہی
یہ تری کاکل رسا تو نہین

حرف آئی گا کیون محبت پر
خط کا لکھنا تجھی خطا تو نہین

ہجر مین بھی خیال ہی تیرا
شکر ہی دلسی تو جدا تو نہین

نامہ بر سچ بتا خدا کی لیی
اوسنی خط غیر کا لیا تو نہین

نہ سہی باوفا بہت نہ سہی
دل مرا تمسا بیوفا تو نہین

کیون خفا ہو جو اشک بھر آئی
خونِ دل آنکہ سی بہا تو نہین

در پر اوسکی لحد بنی تو بنی
شکر ہی غیر جبہہ سا تو نہین

دل لیا اوسکی نازنی ناصح
اسمین کوئی مری خطا تو نہین

خوف واعظ سی اسقدر رواش





	بنع پرور وہ کچہ حنا تو نہین	

کیونکر کہون کہ طاقتِ ضبطِ فغان نہین	٨٥	ہی تو مگر موافقِ جورِ بتان نہین
آنکھین ہی گر نہون تو اسی کیا کری کوئی		ورنہ تری صفات کا جلوہ کہان نہین
ہوتی ہی رات وصل کی جس گھر مین الخدا		اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین
جی بھر کی ناز کر کہ اوٹھا لینگی جان پر		اتنی تو تیری ہجر مین ہم ناتوان نہین
گھونگھٹ سی مُنہ تو کھولو دمِ وصل خیر ہی		چہرہ ہی چاند سا کوئی رازِ نہان نہین
اس ظلم پر تو چرخ کی بیداد ہی کچہ		اللہ کا ہی شکر کہ تو مہربان نہین
حیرت کی وہ تو پوچھتی ہین وجہ اور مین		خاموش اسطرح ہون کہ گویا زبان نہین
دو فقرون مین مٹا دیی دلسی گلہ ہزار		پھر بھی کہو گی مجھسی کہ مین خوش بیان نہین





گھر مین عدو کی دیکھی تجکو مین شرم ہے
کب تک یہ جھوٹ بولون کہ وہ تو یہان نہین

کس مشغلی سی ہوگی تسلی کہ خلد مین
سر پھوڑنے کو ہای ترا آستان نہین

وصلت سی باز رکھنی کو آخر حیا تو ہے
کیونکر کہون کہ کوئی ترا پاسبان نہین

انکھین نہ بند کیجیی سُنیی جو مین کہون
حالِ غمِ فراق ہی کچھ داستان نہین

کس کس طرح ستاتی ہین ہمکو ارے خدا
کیا تیری گھر مین کوئی سزای بتان نہین

نواب یار آتا ہی مقتل مین قتل کو
کمبخت اسکو سنکی بھی تو شادمان نہین

٨٦

کیا میری دل کو دیکھتی پھرتی ہو راہ مین
اسکو تو ڈھونڈھو اپنی ہی زلفِ سیاہ مین

یارب ملی مجھی کو پیمبر کی واسطے
جتنا ہو دردِ عشق ترے بارگاہ مین





لاکھون کو قتل کرتی ہی دم بھر مین بیگناہ | یہ تیزیان فقط ہین تمہاری نگاہ مین

اتنی دعائین مانگین عدو نی کہ چھن گیا | تھوڑا سا تھا اثر جو مری دل کی آہ مین

تو ای سپہر کجروی اپنی نہ چھوڑنا | ہر چند خاک ہوگئی ہم اوسکی راہ مین

از بسکہ تکیہ ہی تری لطفِ عمیم پر | جلوہ ثواب کا ہی مری ہر گناہ مین

واعظ کو دیکھینا کہ دلاتا ہی مجکو یاد
نواب میکشی کی مری خانقاہ مین

جب کبھی بھولی سی وہ نام مرا لیتی ہین | اونگلیان دانتون مین اغیار دبا لیتی ہین

تذکرہ میرا تری سامنی کچھ بات بھی ہی | یار بہلانی کو اک بات بنا لیتی ہین

خواب مین بھی جو طلب کرتی ہین سوتی سی تو شوخی سی | مجہ سی پہلی وہ رقیبونکو بلا لیتی ہین





یاد کر کی تری وصلت کی دعائین ہم بہی
کیسا کیسا شب ہجران مین مزا لیتی ہین

کسکی کوچی کی پڑی خاک مری پاؤن پر
کہ قدم میری مری راہنما لیتی ہین

آنکہ لڑ جاتی ہی جب مجھسی تو اللہ ری حجاب
نازسی ہاتہ مین آئینہ اوٹھا لیتی ہین

دلکی جانی کا عبث ہی تجہی صدمہ ناصح
ہم خدا جانی یہ دیکر اوسی کیا لیتی ہین

شرم اگلی سی نہین ساری زمانی کیطرح
وہ بہی اب نام مرا نام خدا لیتی ہین

کیا ہوا گر مجہی قاصد نہین دیتی ہین جواب
پرزی نامی کی تو رستی سی اوڑہا لیتی ہین

عاشقونکو نہ ستا بہر خدا ای ظالم
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتی ہین

راز دل ہای کہی کون کہ وہ تو مجہسی
اپنا اوبہرا ہوا جوبن بہی چہپا لیتی ہین

بہیجتا ہون جسی اپنا مین سمجہکر تو اوسی
دوہی باتون مین وہ دم دیکی ملا لیتی ہین





شل زنجیر قدم ہو نہین اگر ملجائین — تیری گیسوی جو دل اپنا بچالیتی ہین

جب کہا لیتی ہین الفت عوضِ جان تو آپ
ہنسکی کہنی لگی جی مینی سُنا لیتی ہین

مزہ پایا ہی یہ اوسکی جفا مین — کہ اب لذت نہین ملتی وفا مین

اوبجھکر عشقِ گیسوی رسا مین — الہی پڑگئی ہم کس بلا مین

فنا کی بعد اثر آیا دعا مین — کہ وہ آئی مری بزمِ عزا مین

یہ کسکی زلف سی اوبجھی ہی جو آج — بھری ہین شوخیان بادِ صبا مین

مجھی آ ناتوانی خالق بتا دی — ملیگا کیا شبِ غم کی جزا مین

نہین ہی تمکو چاہت دلکی تو پھر — چھپا رکھا ہی کیون زلفِ دوتا مین





اداسی کوئی بت آئی تو ناصح	کلیجا اپنا ھم کینو نکر نہ تھامین
کہان مہندیمین ایسی شوخ رنگت	لہو میرا ملا شاید حنا مین
نہین اک چال ہی سی شورِ محشر	قیامت کی ہین فتنی ہر ادا مین
بلا نازل ہوئی تھی کونسی کل	کہ تھا اک غل مری ماتم سرا مین
غمِ فرقت مین اب رونی سی حاصل	نہ آیا سوچ اسکا ابتدا مین
گلی مین اوس پریکی وای قسمت	چبھی کانٹی تو پای رہنما مین

بہت مرغوب ہی اوس بت کو شوخی
کوئی خوبی تو ہی شرم و حیا مین

جو لوگ بہول کی بھی تیری در کو دیکھتی ہین	۸۹	تو یاد کرکی وہین میری گھر کو دیکھتی ہین





بناؤ شب کی تو سب روز دیکھتی ہین مگر
ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتی ہین

مجھی یہ ڈر ہی کہ افشای راز ہو نہ کہین
بُری نگاہونسی سب چشمِ تر کو دیکھتی ہین

تمہاری ہرزہ مزاجی کو کچہ نہین کہتی
مری ہی جذبۂ دل کی اثر کو دیکھتی ہین

یہ جانتی ہین کہ قاصد اودہر سی لایا خط
کبھی جو آتی کسی نامہ بر کو دیکھتی ہین

گئی ہین غیر کی گھر شام سی وہ ای فریاد
ذرا ہم آج تری بھی اثر کو دیکھتی ہین

خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم
نگاہِ یاس سی اوس فتنہ گر کو دیکھتی ہین

عبث یہ کہتی ہو تمسی خفا نہین ہین ہم
نہ جھوٹ بولو کہ ہم تو نظر کو دیکھتی ہین

جو سوچتی ہین تری عشق کو تو حیرت سی
کبھی تو دل کو کبھی ہم جگر کو دیکھتی ہین

عدم کی کرتا ہون تعریف جب کبھی نواب





تو کس ادا سی وہ اپنی کمر کو دیکھتی ہین

	٩٠	
نالونسی کیا زبان مری آشنا نہین		عالم مین جو کہین بھی ہجومِ بلا نہین
مین وصل مین لحاظ سی کچھ بولتا نہین		وہ جانتی ہین دل مین کوئی مدعا نہین
حورین بھی ہین بشر بھی ہین پریان بھی ہین مگر		میری ہی واسطی تری محفل مین جا نہین
دل لینی سی نہ ڈر تری بیداد کی قسم		اس جرم کی خدا کی یہان بھی سزا نہین
مرنی کی اوسنی لی ہی قسم مجھسی ہجر مین		افسوس ابتو موت کا بھی آسرا نہین
کیونکر کہون کہ صبر و سکون عشق کی لیی		دل مین تو میری کوئی تمہاری سوا نہین
قائم مقام میرا تو ہی غیر بھی وہان		مین کیا کرون کہ تمسا یہان دوسرا نہین
یہ اضطرابِ قتل فراموش ہو تو ہو		پر یاس کی نگاہ مری بہولنا نہین







کیون دل کو اشتیاق ہی ہر لحظہ صبح کا	شام شب فراق مین کیا کچہ مزا نہین
باتین ہی ایسی کین کہ ہمین پیار آگیا	یہ آپ کی خطا ہی ہماری خطا نہین
ممنون ہون مین جذبۂ دل کا شب وصال	احسان مجہپہ اسمین توکچہ آپکا نہین
پیچین عمر بہر رہی ہم ای فشار گور	بس بس کہ امتحان کا اب حوصلا نہین
انکار مین وصال کی کچہ لطف اور ہی	کہنی کو یون تو کہتی ہین وہ بارہا نہین
نا آشنا جو دل کو مری کہ رہی ہو تم	سچ ہی مگر تمہاری طرح بیوفا نہین
سمجہا کی لی تو آیا اوسی نامہ بر کہان	شکوہ نہین کیے تو کچہ اسکا گلا نہین

نواب ظالمو نسی ترحم کی آرزو
تم بہی وہ چاہتی ہو جو پیدا ہوا نہین



۹۱

ناصح اگر نہ دیکھون کبھی اوسکی در کو مین
انصاف کر کہ جاؤن پھر آخر کدھر کو مین

دعوی بہت بڑا ہی تجھی اپنی چاند کا
چاہونگا ضد سی تیری فلک اوس قمر کو مین

وصلت کی رات حق سی یہی ہی مری دعا
ہو حشر بھی تو شبکو نہ دیکھون سحر کو مین

مین مٹ گیا مگر مری خواہش نہین مٹی
ڈھونڈھا کیا عدم مین بھی تیری کمر کو مین

آیا یہ کام داغِ محبت کی چارہ گر
کیونکر نہ جانون جان سی بڑھکر جگر کو مین

وہ رنگ اس سی وصل کا بگڑا کہ کیا کہون
یارب نہ روزِ حشر بھی دیکھون سحر کو مین

اوسکی جفائین دیکھکی حیرت سی بار بار
نواب یاد کرتا ہون تیری جگر کو مین

ردیف واو





٩٢

پھر خدا جانی ملی کب درِ جانان مجکو | دیکہو لینی دی ذرا دینِ گریبان مجکو

مین بھی ہنستا ہون بہت آپکی دانائی پر | آپ ہنس ہنس کی بناتی ہین جو نادان مجکو

کی بتونکی یہ پرستش کہ بنا صورتِ بت | ہای پھر بھی تو سمجھتی ہین مسلمان مجکو

خاک دیکھونگا شبِ وصل کہ قسمت سی مری | موت کا بھی نظر آتا نہین سامان مجکو

یار آتا ہی تصدق کی لیی ای واعظ | دی ذرا بھر خدا اپنا بھی ایمان مجکو

پھر بھی آنکھون مین رہونگا مین نظر کی صورت | تیری گھر سی جو نکالین گی نگہبان مجکو

وصلِ دشمن مین رنگی ہاتہ لہو سی میری | اور او لٹا وہ جتاتی ہین پھر احسان مجکو

تمنی ارمان مری دلکی جو مجہسی پوچھی | کیا بتاؤن نہ رہا کوئی اب ارمان مجکو

کوئی یہ خوشخبری جاکی کہی غیرون سی | لو مبارک کہ بناتی ہین وہ دربان مجکو





سجدۂ شکر کیے اوٹھ کی وہین سو بار — دل مین جسدم نظر آیا ترا پیکان مجکو

غیر کی وصل کا اوسدن مجھی آئیگا یقین — پیار کر لوگی کسی دن جو مری جان مجکو

اوڑ کی دشمن ہی کی آنکھون مین پڑونگا ہمدم — خاک کر دیگی اگر گردش دوران مجکو

وہ اوٹھائی ہین مزی ہجر صنم مین نواب
کہ نہین وصل کی خواہش شب ہجران مجکو

۹۳

جانتا ہون روز محشر سی بھی بڑھکر رات کو — پھر دعا مانگو نہین ای نواب کیونکر رات کو

دن سنا تھا حشر کا لیکن مری فریاد سے — تیری کوچی مین ہوا کرتا ہی محشر رات کو

کیا خبر تھی غیر آئیگا اسی حیلی سی صبح — ورنہ ہم خود ہی مٹاتی نقش بستر رات کو

ڈوب کر جب چاند نکلا تو مجھی یاد آگیا — ہای وہ آنا کسیکا روز چھپکر رات کو





دلکی آنی مین جو سو حیلی حوالی کرتی ہین
آجکی وہ اپنی وعدی پر مقرر رات کو

صبح تک اونسا ستمگر بھی منایا ہی کیا
یینی بھر خود کُشی کھینچا جو خنجر رات کو

اوسنی جب ہنسکر رقیبونکو دیی جام شراب
رہگئی حسرت سی ہم نواب ؔ وکر رات کو



٩٤

مزہ کیا نیند آنیکا ہی ہمسی نیمجانون کو
الٰہی خواب راحت آئی اوسکی پاسبانون کو

جفا جو کچہ تو کم ہون ایسی ؔ و زِ سخت مین یارب
بنانا پھر نہ محشر مین مٹا کر آسمانون کو

کچہ اس لذت سی مین تڑپا دمِ آخر کہ برسون تک
رہی جنّ و ملک بھی پیٹتی سب اپنی جانون کو

ذرا نادانیان دیکھی کوئی ان چارہ سازون کی
مٹاتی ہین جگر سی اوسکی خنجر کی نشانون کو

قفس مین جب کبھی مرجائین ہم صیاد تو ظالم
تبرک جانکر رکھنا ہماری استخوانون کو



سوالِ وصل آیا ہی کمالِ شوق سی تا لب — نکالو دل سی اسدم یاد کر کی سب بہانون کو

برابر راتدن روتی ہین پر دل پھٹ نہین جاتا — دیی ہین حق نی پتھر کی کلیجی نوحہ خوانون کو

جہان اوس حسنِ عالم سوز کا ہوتا ہی کچہ چرچا — گواہی کی لیی لاتی ہین میری استخوانون کو

عبث شیدا ہوی نواب تم پیرانہ سالی مین

سنا ہی عشق تو ہوتا ہی اکثر نوجوانون کو

۹۵

تا فرصت انتظار سی پھر عمر بھر نہو — قاصد وہ بھیجیی جسی اپنی خبر نہو

کیونکر کہون کہ لطف کبھی غیر پر نہو — ہو بھی تو گاہ گاہ مگر اسقدر نہو

جب وصل ہو نصیب کسی خستہ جان کو — اوس شب کی تا قیامت الٰہی سحر نہو

آئی نہ فرق سنگدلی مین تری کہین — نالی بھی سب کیجیی وہ کہ جن مین اثر نہو





سنتی ہین خلد مین ہی بہت دہوم دہام آج ۔ بسمل کا تیری دہر سی عزمِ سفر نہو

رونقین میری تیری اداؤنسی بزم مین ۔ کوئی نہین جو ہاتہون سی تہامی جگر نہو

افسوس اپنی جی سی بہلاؤ اوسی کو تو ۔ جس دل کو تیری یاد مین اپنی خبر نہو

ساتون فلک کی ٹکڑی اوڑین تو اوڑین مگر ۔ فریادِ غیر دل مین تری کارگر نہو

دل کو نہین قرار جو پہلو مین اکدم ۔ پلٹا کہین اودہر سی مرا نامہ بر نہو

کیا سیر ہو جو غیر سی وعدہ ہو وصل کا ۔ ڈہونڈہی وہ صبح تک تجہی تو اپنی گہر نہو

جور و عتاب کیون نسہین ہم ہزار بار ۔ لطف و کرم سی بہی جو ادہر سی درگذر نہو

مجکو ہی یاد وصل مین ڈر ڈر کی ناز سے ۔ کہنا ترا کہ دیکہ کسیکو خبر نہو

سب لوگ جسکو داورِ محشر سمجہتی ہین ۔ مجکو یہ خوف ہی کہ وہی فتنہ گر نہو





ذوقِ تپش مین چین کہان دلکو چارہ گر
جبتک کہ سینی مین خلشِ نشتر نہو

یارب مرا شریک ہو جس صدمی مین رقیب
اوس مین مزہ نہو جو مری جان پر نہو

رکہا ہی اوسنی سوگ عدو کا تو ہمنشین
اس ڈہب سی روئی کہ پلک تک بہی تر نہو

وہ دیکھتی ہین میٹھی نگاہون سی اور مین
ڈرتا ہون کوئی فتنہ تو مدنظر نہو

دشمن کہین نہ رشک شہادت سی جان دی
یون قتل ہون کہ قتل مرا مشتہر نہو

گہل گہل کی غیر کاہش غمسی خدا کری
تارِ نگاہ ہو مگر اوسکی کمر نہو

شہرت تمہاری جور و ستم کی ہو کسطرح
تشہیر میری لاش اگر دربدر نہو

نواب روزِ حشر خدا سی شکایتین
اتنا بہی کوئی عشقِ بتان مین نڈر نہو





۹۶

یہی حیرت رہی گر جلوۂ قاتل سی خلقت کو
تو اوٹھی گا جنازہ اوسکی بسمل کا قیامت کو

نشانی ہی یہ اوسکی حسنِ عالم سوز کی ناصح
جگہ کیونکر نہ دون مثلِ نظر آنکھونمین حیرت کو

نہ تھی صبحِ ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز
کہ میری ہی لیی پیدا کیا ہی شامِ فرقت کو

اداسی دونون زلفین کھول دینا دوش پر اپنی
یہی تعزیر کافی ہی تری مجنونکی وحشت کو

ہزارون ایسی ہنگامی یہان ہر روز ہوتی ہین
قیامت سی بھلا تشبیہ کیا دون تیری قامت کو

نئی سر سی بروزِ آفرینش آئی دنیا مین
تو بدلون بختِ دشمن سی الٰہی اپنی قسمت کو

وفا کا ذکر کرتا ہی مری آگی اگر کوئی
تو کس کس یاس سی مین دیکھتا ہون اوسکی صورت کو

نگہ پڑتی ہی نواب اوس پری پر ہو گئی حیران
بڑی دعوی سی حضرت آج آئی تھی شکایت کو





٩٧

تجھسی دمِ عتاب وہ کیا ہمکلام ہو
جسکا ذرا سی تیوری بدلنی مین کام ہو

دنیا جو میری واسطی دار السلام ہو
جب بھی نہ مجھسی توبہ شربِ مدام ہو

جو چاہی رحمِ دل کا مری التیام ہو
اوس چارہ گر کا کام الٰہی تمام ہو

یہ بھی نیا ستم ہی کہ عشاقِ نیمجان
بسمل تو ہون ادا سی محبت کا نام ہو

لوگونکو ہی ازل سی قیامت مین قیل و قال
تم آو نازسے تو یہ جھگڑا تمام ہو

لذت اوٹھائی ہجر مین ایسی کہ ہی دعا
تا صبحِ حشر بھی نہ جدائی کی شام ہو

واعظ بیان کرتا ہی حورونکی گرمیان
ایسی مین سیر ہو جو وہ گرمِ خرام ہو

اللہ جان ایسی تقاضی سے کیا بچی
جب روز اودھر سی اک نئی دلکا پیام ہو

دلکی دھڑکنی کی تو دوا تو نی کی طبیب
دردِ جگر کی بھی تو ذرا روک تھام ہو





مجمع جہان ہتو نکا ہو محشر مین یا خدا
میری بھی حسرتو نکا وہین ازدحام ہو

جب آی شد اللہ تو نکا تجھی لطف محتسب
جسوقت اوسکی دست بلورین مین جام ہو

ایوب کو بھی رشک ہو وہ صبر مین کرون
جور و جفا کا تمکو اگر التزام ہو

نواب جانتی ہو قیامت کی شب جسے
ایسا نہو کہ وہ بھی جدائی کی شام ہو



۹۸

گر دل مین اپنی طاقت ضبط فغان نہو
عالم مین کچہ زمین سی تا آسمان نہو

ہر بات مین نکلتی ہین پہلو نئی نئی
سوچو کوس طرح کوئی پھر بدگمان نہو

ہو قصر خلد بھی تو نہین قابل پسند
جس گھر مین دردِ دل سی کوئی نوحہ خوان نہو

کس چین سی پڑی ہین رہ بت مین ایخدا
ہو حشر ساری خلق مین لیکن یہان نہو



الفت کی کیسی کیسی مین دعوی کیا کئے رون | | در پی جو امتحان کی وہ بدگمان نہو

نواب رنج اوٹھای بہت اسکی دوری مین
اب چلیی اوس جگہ کہ جہان آسمان نہو

۹۹

نہ کیون سجدی کرون مین اپنی طالع کی رسائی کو | که وہ بھی یاد کر کی روتی ہین میری جدائی کو
وہ ترکِ خانہ جنگ آتا ہی میری صفائی کو | ذرا ای سخت جانی روک لینا میری آئی کو
چھپاؤ شوق سی تم رازِ الفت کچھ نہین پروا | خبر کر دینگی دونالی مری ساری خدائی کو
اگر منظور ہو خونِ دو عالم ایک غمزی مین | ہلا دینا ذرا تم نازسے دستِ حنائی کو
غضب ہی پاون کہین اوسپر اعدا اتنی پاؤن | بنا ہو آستانہ جو ازل سی جبہہ سائی کو
کدورت غیر سی ہوتی ہی تو مجھکو مناتی ہو | بس اب رہنی دو تم اپنی لیی اپنی صفائی کو





مٹا دی تو الٰہی نام تک بھی سخت جانی کا	نہو تکلیف وقتِ ذبح تا اوسکی کلائی کو
شبِ فرقت تڑپ کر جان بھی دونگا تو کیا ہوگا	لگین گی چار چاند اس بات سے کیا آشنائی کو
وفا پر تو ہماری اک زمانہ نام دہرتا ہی	نہین کہتا کوئی کچہ ہای اوسکی بیوفائی کو
مٹائی یاس نی افسوس آج امیدواری بھی	گئی تھی اوسکی در پر خوب قسمت آزمائی کو

جوانی ہو چکی نواب آیا وقت پیری کا
خدا سی ڈر کی اب بھی ترک کر زہد ریائی کو

۱۰۰

غرض کیا ہی کیون ساری محفل کو دیکھو	تمہین دل کا لینا ہی تو دل کو دیکھو
نہین دیتی گر خونبہا تو ادا سے	کوئی آن تو اپنے بسمل کو دیکھو
مجھی دیکھتی ہو عبث چارہ سازو	ذرا میری آنکھون سی قاتل کو دیکھو





نہین دیکھتی اوسکو گر خوف سی تم		تو حسرت سی پھر اوسکی بسمل کو دیکھو
تباہی کو مجنون کی کیا دیکھتے ہو		ذرا جا کی لیلی کی محمل کو دیکھو

جو بھیجا ہی قاصد تو نواب سون
اوٹھو اور رو رو کی منزل کو دیکھو

تجھی بھی تو بھلا دریافت کچھ حالِ ستمگر ہو	۱۰۱	الہی ہاتھ مین اوسکی قیامت مین بھی خنجر ہو
صفا سی مین بناؤن آئینۂ دل کو کہ وصلت مین		دمِ شرم و حیا میری بغل مین تیرا بستر ہو
رہا ہو جو فقط دل کی تڑپ سی عمر بھر بسمل		بھلا پھر زیرِ خنجر چین اوسکو ہو تو کیونکر ہو
ہوا ہی وصل کا وعدہ جو فردای قیامت کو		تو فرقت کی لیی بھی ایکدن ظالم مقرر ہو
تماشا ہی کہ سہو کلکِ قدرت دِ خلقت کی		کسیکا گیسو پیچان نہو میرا مقدر ہو







بُرا ہی حال بیمارِ الم کا دردِ فرقت سے
الہی یہ بھی اچھا ہی کہین اس شی نہ بدتر ہو

جفائین بیحساب اور اتنی سی مہلت یہ کیا ہوگا
تظلم کی لیی میری خدایا روزِ محشر ہو

اگر آہِ رسا کا کچھ بھی نامی مین لکھون مضمون
تو فرقِ عرش پر سایہ فگن بالِ کبوتر ہو

قیامت آئی لاکھون مرتبہ دنیا مین تو شاید
زمانی کی نظر مین تیری قامت کی برابر ہو

جو کہتا ہون کہ جینا منحصر ہی وصل پر تیرا
تو کیسی ناز سی کہتی ہین پھر یہ ہو تو کیونکر ہو

مزہ کیا ہی قدح نوشی کا ای نواب گہر بیٹھی
یہ کارِ خیر مسجد مین کبھی بالای منبر ہو

ردیفِ ہای ہوز

آجای گا وہ بت جو مری نامہ کی ساتھ ۱۰۲
چہلین کرونگا مین بھی قضا و قدر کی ساتھ





کچہ کم نہین ہی نوکِ مژہ زخم کی لیی
دلکو عبث ہی لاگ سرِ نیشتر کی ساتہ

روتی ہی روتی ہجر مین راتین بسر ہوئین
دم کیون نکلگیا نہ فغانِ سحر کی ساتہ

ایسی ہی خون فشان ہین یہ آنکھین تو ایکدن
نکلین گی دلکی ٹکڑی بھی لختِ جگر کی ساتہ

کیا جانی نامہ برنی مری مجہسی کیا کہا
پہلو مین دل اوچہلنی لگا کیون خبر کی ساتہ

مین تو ہزار بار کہون اپنی دلکا حال
لیکن رقیب رہتی ہین اوس فتنہ گر کی ساتہ

شوخی نگاہِ ناز کی کم تھی جو ای فلک
لاکھون بلائین لپٹی ہین اوسکی نظر کی ساتہ

فرقت کی شب ہجومِ خموشی سی ہمدمو
معدوم ہو گئی تھی دعا بھی اثر کی ساتہ

نواب عشق دشمنِ جانِ حزین تو ہی
پر کیا کرون کہ دل بھی ہی آخر بشر کی ساتہ



١٠٣

افسوس راتدن ہی یہ رنج و محن کی ساتہ ‏ گردشمین ہی نصیب بھی چرخِ کہن کی ساتہ

نقصان تہا نہ تیری خدائی مین ای خدا ‏ ملتا جو رحم کچہ بھی بتون کو برہمن کی ساتہ

لی بھاگین وحشتین نہ کہین میری لاش کو ‏ پہناوے پریان ہی عنبر و کفن کی ساتہ

مشاطہ شانہ دیکہکی کرنا کہ زلف مین ‏ وابستہ سیکڑونکی ہین دل ہر شکن کی ساتہ

دن حشر کا ہوا تو گواہی کے واسطی ‏ لائی جہان کو مری بیت الحزن کی ساتہ

وحدت پسند تھی جو خدا کو تو اسلیے ‏ کی محو او صنم کی کمر بھی دہن کی ساتہ

باتین تو مجھسی کرتی تھی وہ پر رقیب سی ‏ کیا کیا اشاری بوسونکی تھی ہر سخن کی ساتہ

میری ہی دل مین غیر کی دلسی ہیگا خوش ‏ پیکان کو تیری ربط ہی زخمِ کہن کی ساتہ

شیرین کی حسرتین تو عدم مین ہین غمگسار ‏ مانا کہ اور کوئی نہین کوہکن کی ساتہ





کیونکر نہ پاؤن کھونمین سر کہ آج تو		بیھجی ہین بیڑیان بھی کسینی رسن کی ساتہ
آئی خزان تو کیون نہین گلشن مین پیچھے		کیا اوڑگئی ہزار بھی رنگِ چمن کی ساتہ
اس سی نہین ہی بحث کہ دشمن ہی یا وہان		مجکو فقط ہی انس تری انجمن کی ساتہ

نواب عاشقونمین ہی کس نوک کا جوان
جاتا تھا قتلگاہ مین بھی بانکپن کی ساتہ



دل اور تڑپتا ہی توہّم سی زیادہ	۱۰۴	ہوتا ہی مجھی صدمہ ترحم سی زیادہ
اوس وقت کرون سجدہ سر طور کہ دیکھون		شوخی مین تجلی کو تبسم سے زیادہ
سرخی مین سر انگشت ہی یاقوت سے بڑہکر		نرمی مین کفِ دست ہی قاقم سی زیادہ
آجای جو ایک آن کو وہ شوخ عزا مین		ہو جای سوم بھی مجھی چہلم سی زیادہ





باتین نکرو اوس سی مری نزع مین مجکو		چپ رہنا ہی اوسکا ہی تکلم سی زیادہ
ہنسنا وہ تمہارا ہی کہ اغیار مین بھی ہی	ق	رونا وہ مرا ہی جو ہی قلزم سی زیادہ
اب تم ہی بتاؤ تمہین خالق کی قسم ہی		تم مجھسی زیادہ ہو کہ مین تم سے زیادہ
ایسا ہون تنک حوصلہ فرقت مین کہ ساقی		اک جام ہی مجکو ہی کہین خم سی زیادہ

فریاد نکر داورِ محشر سے کہ نواب
ہی لطف خموشی مین تظلم سی زیادہ

پہلی تو میری چشمِ تر کو دیکھ	۱۰۵	پھر ذرا اپنی بھی نظر کو دیکھ
پوچھتا کیون ہی مشہدِ عشاق		اپنی کوچی کو اپنی در کو دیکھ
پڑ گیا رعشہ دستِ قاتل مین		اضطرابِ دل و جگر کو دیکھ



خانہ ویرانیونکی سیر اگر — دیکھنا ہو تو میری گھر کو دیکھ

ضعف پر میری ہنس نہ او کافر — اک ذرا اپنی بھی کمر کو دیکھ

تجکو غرہ بہت ہی روزِ جزا — آگی اک دن مری سحر کو دیکھ

تو تو اک آہ سی ہوا بیچین
ہای نواب کی جگر کو دیکھ



ردیف یای تحتانی

١٠٦

خدا کا سامنا ہی پرسشِ جرمِ محبت ہے — اداسی اس گھڑی بھی تم نہ آؤ تو قیامت ہے

کچھ اندوہِ جدائی اور کچھ وصلت کی حسرت ہے — خدا حافظ ہی نوع اب آج پہلا روزِ فرقت ہے

لکھا ہی جو کچھ خونِ دل سی لوح پر جبریل نی — تری کشتی کا ای ظالم وہ مضمونِ وصیت ہے



جو روٹھون تو مناتی ہین نجاؤن تو بلاتی ہین
مگر ڈھب پر نہین آتی ہین یہ کیسی مصیبت ہے

وہ شکلین پیاری ہون جنسی میری بن پڑی صاحب
چڑاتی کیون ہو منہ یہ تو بگڑ جانیکی صورت ہے

ہوی بیچین ایسی میری مرقد پر بول اوٹھی ہے
ذرا پوچھو تو یہ کس کشتۂ حسرت کی تربت ہے

نہ کیون زخمونکو چھیڑین ناخنونسی ہم دمِ بسمل
ابھی تو موت سی ای جان گر دم بھر کی مہلت ہے

نہین ہی قدر تمکو پر وہ دل ہی میری پہلو مین
کہ جسکا دیکھ لینا عاشقونکو اک زیارت ہے

ملی گر خالقِ ہستی مجھی تو اوس سی مین پوچھون
کہ چاہت سی بھی بڑھکر کوئی دنیا مین مصیبت ہے



نہ عاشق ہوتی نواب اوس پری پر تو یہ کچھ ہوتا
جو دل خود دیچکی پھر بخت بد کی کیون شکایت ہے

شب ہجران اگر آخر ہوئی تو روزِ فرقت ہے ١٠٧ غرض چاہت مین تیری رات دن مجھپر مصیبت ہے



نہ آؤ بس مین میری تم نہ آؤ کچہ نہین پروا
اگر قابو نہین تم پر مجھی دل پر تو قدرت ہے

دم غیظ و غضب ناصح ذرا تو ہی اوسی سمجھا
جواب اوس تند خو کو دون بھلا میری یہ طاقت ہے

ستا ہی ذکر پر میری وہ رہجاتی ہین چپ ہوکر
برا تو کچہ نہین کہتی چلو یہ بھی غنیمت ہے

عدم مین کیا خطا سرزد ہوی جسکی عوض یارب
ازل سی آجتک دنیا مین مجھپر روز آفت ہے

ذرا سی بات پر مرجاتی ہین دم بھر مین حسرت سے
سمجہ کہو اسی تم عاشقونکی یہ بھی عادت ہے

تصور بند ہگیا کیا زاہدونکو تیری قامت کا
جو ہر دم مسجدونمین شور تکبیر و اقامت ہے

بلائین ہجر کی ہر دم اوسی پر آتی ہین یارب
شب وصل صنم کی جسکو اک مدت سی حسرت ہے

تڑپ سی اسکی عالم ہوگیا ہی درہم و برہم
تری پہلو مین ای نواب دل ہی کہ قیامت ہے





١٠٨

گجر بجتا ہی شب آخر ہوی اب وقت رخصت ہے
صدا مرغ سحر کی مجکو بانگ کوس رحلت ہے

گئی وہ دن کہ جمگھٹ رہتی تھی ہر وقت پریونکے
ہجوم بیکسی سی اب تو ہم ہین اور فرقت ہے

ستا اونکی اوٹی ہی اسواسطی لب پر دم بسمل
بظاہر تو نہین ہی دلمین پر شوق شہادت ہے

دکہا کر آئینہ مجبکو وہ کہتی ہین ظرافت ہے
اسی مُنہ پر تمہین کیا خوب دعوای محبت ہے

بُرا ہوتا ہی جو خط محو کر دیتی ہین سب اوسکو
مٹائی سی نہین مٹتا وہ میرا نقش قسمت ہے

ترا نقشہ ازل مین جسنی دیکہا وہ پکار اوٹہا
یہ آفت ہی یہ آفت ہی یہ آفت ہی یہ آفت ہے

اگر نامہ ہو تو دینی مین اوسکی خوف ہو تجکو
فقط اک بات کہدینی مین قاصد کیا قباحت ہے

یہ کس کافر نی ٹہوکر سی مجہی زن کیا آب
کہ عیسی کو بھی جسکی دیکہنی سی اک خجالت ہے

بہلا نواب حال دل کہون کسطرح مین اوسنسے





وہان تو سیدہی ہاتو نمین ہی درہم اک شرابی ہے

ملی گی سیلِ خونِ عرشِ برین سے ۱۰۹ ٹپکتا ہی یہ میری آستین سے

نزاکت گر یہی ہی تو فرشتی اوتر جائینگی دوشِ نازنین سے

لیی جاتا ہی پھر اوس بزم مین شوق ابھی مین اوٹھکی آیا ہون وہین سے

نہین ہی خلد مین تو دل لگی گو ترا غم لیتی جائینگی یہین سے

الہی ایسی بھی دنیا مین ہونگی پسینا جنکا وہ پوچھی جبین سے

نہین ہم قابلِ الفت تو شاید ملایک آئینگی عرشِ برین سے

گئی وہ غیر کی گھر ہمنشینو قیامت کو بلا لاؤ کہین سے

رہا غش وصل مین خوشبو سی اسکی مجھی شکوہ ہی زلفِ عنبرین سے





یہ کیسی موت ہی جو خضر و عیسے — خجل ہین میری وقت واپسین سے

نہین ہی غیر تو ضد سی ہماری — وہ ہنستی ہین ہماری ہمنشین سے

یہ کون آیا کہ جسکی بیٹھتی ہی — اوٹھی ہین سیکڑون فتنی کمین سے

قیامت ہی تری صد قی مصیبت — مجھی کو مانگ رب العالمین سے

تمہین دیکھا ہی جبسی غیر کی سات — بڑہا ہی وہم کا رتبہ یقین سے

کہلا جاتا ہی رازِ وصلِ دشمن — تری اس شرم آلودہ نہین سے

نصیبونکی خرابی عشق مین ہے — عیان ہی یہ تری چین جبین سے

ہماری خاک جس تربت مین ہوگی — محبت ہوگی پیدا اوس زمین سے

غضب حسرت بھری ہی اسمین ظالم — ذرا بچنا نگاہِ واپسین سے





نہین اسکو لحاظِ دشمن و دوست
حذر کر تو بھی آہِ آتشین سے

ہمین کو قتل کرنا مسکرا کر
پھر اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے

وہی ہی آہ میری جو فلک پر
بڑہی ہی دو قدم روح الامین سے

نہ نکلا دم دمِ بسمل تو نواب
ہوئی دل کو تسلی آفرین سے



۱۱۰

تم عبث پوچھتی ہو مجھسی حقیقت میری
سب مرا حال کہی دیتی ہی صورت میری

موت کرتی ہی شب ہجر عیادت میری
دور پہنچی ہی تری عشق مین شہرت میری

اشک کیونکر نہ کرین روز زیارت میری
کہ پسند آئی مری یار کو رقت میری

تا نہ مغرور ہو نہین تذکرہ اپنا سنکر
غیر سی بھی نہین کرتی وہ شکایت میری



مختصر بات کو کیون دیتی ہو تم اتنا طول | نہین کچہ زلف سی بڑہکر شب فرقت میری

ابھی کچہ قدر نہین اسکی مگر میری بعد | یاد آئی گی بہت تمکو محبت میری

تم نہ آؤ گی تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھی | خاک اوڑانی کی لیی آی گی وحشت میری

مجھسی نفرت ہی تمہین یہ تو بری بات نہین | چاہتا ہون مین تمہین واہ ری ہمت میری

تم مری غیر کی جھگڑی مین عبث بول اوٹھی | دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

بی نیازی کا ہی احسان کہ اب سو بار آ | بی سبب ہوتی ہی ہر روز عیادت میری

یہ نیا ظلم ہی الفت کا چکھاتی ہین مزہ | جبکہ ہو جاتی ہی غم کھانی کی عادت میری

ہونگی آنکھین تو مری وصل مین محو دیدار | اوس گھڑی کونسا گھر ڈھونڈھیگی رقت میری

جیتی جی بات نپوچھی کبھی اب میری بعد | پوچھتی پھرتی ہین ہر ایک سی تربت میری





غیر کی دل مین بھی ظالم کبھی جا رہتا ہی
ہای غم بھی نہین کرتا ہی رفاقت میری

کس جفا جو کا ہی یہ ظلم کہ اک عالم کو
لا کہ عیشون سی پسند آئی مصیبت میری

مرضِ عشق مین ایسا تو نہ تھا حال کبھی
بی طرح بگڑی ہی اِن روزون طبیعت میری

گھر مین آئی بھی مری تو نہ مجھی پہچانا
ہای کیون بدلی او نہین دیکھی کی نگہت میری

تم مخاطب نہو اغیار سی مطلب تو یہ ہی
بزم مین مجھسی کہی جاؤ شکایت میری

جان کر مجکو خفا لپٹی وہ مجھسی نواب
آج مشاطہ بنی وصل مین حیرت میری



۱۵۴

۱۱۱

ہماری حال کی اونکو اگر خبر ہوتی
تو رنج مین بھی عجب عیش سی بسر ہوتی

نہین ہی رات جدائی کی حشر کا دن ہے
جو ہوتی شب تو کبھی اسکی بھی سحر ہوتی



عدم کی شکل بناتا اگر یہان صانع
تو ہوتی صبر مرا یا تری کمر ہوتی

امید وصل مین دو چار دن گذر جاتی
بنائی کوئی تو بات ایسی نامہ بر ہوتی

مزی کی وصل مین کوئی تو بات ہاتھ آتی
دہن نتہا تو تری جسم مین کمر ہوتی

نظر لگی ہی عدو کی وصال کو ای کاش
ہماری شومی تقدیر پر نظر ہوتی

سمجھتی ہم رگِ جان نیشتر کو ای نواب
خلش جو اسکی کبھی تا دل و جگر ہوتی



۱۱۲

ای پری دی تو ذرا ناز سی اک جام مجھے
کہ سمجھتی ہین بہت نیک می آشام مجھے

ڈگمگاتا ہی قدم نشۂ می مین زاہد
ایسی مستی مین ذرا بھر خدا تھام مجھے

کہتی ہو جاو رقیبونکی یہان سوجو تو
کام ہی تمسی کسی اور سی کیا کام مجھے



کونسی دن غمِ فرقت سی جدائی ہوگی	ہجر مین فکر یہی ہی سحر و شام مجھے
یہی اندیشہ ہی اب کون مریگا تجھ پر	مرگئی پر بھی نہین گور مین آرام مجھے
رشک سی جان بھی دی مرگ عدو پر مینی	دیکھون اب دیتی ہین وہ کونسا الزام مجھے
حشر مین بھی یہی خالق سی دعا مانگونگا	خلد زاہد کو ملی بادۂ گلفام مجھے
شہرۂ حسن بڑہیگا جو یہان شوق بڑہا	کیون نہین بھیجتی ہو نامہ و پیغام مجھے

طالعِ خفتہ کو سو بار جگاؤن تو آب
چین لینی دی اگر گردشِ ایام مجھے

۱۱۳

بوالہوس کہتی ہین گاہی کبھی خودکام مجھے	الغرض کرتی ہین ہر طرح وہ بدنام مجھے
لاکھون ہجر انکی شب و روز دکھائی گردون	وصل کی بھی تو دکھا دی سحر و شام مجھے





دل دیا تھا او نہین اب اوسکی عوض مین ہمکو
گالیان دیتی ہین ملتا ہی یہ انعام مجھے

آجتک تم تری طعنون سی نہ پی تھی واعظ
اوسنی منگوائی ہی لی اب تو بہلا تہام مجھے

کیسی کیسی تری وصلت مین مزی لوٹی ہین
زن رہنی دی اگر لذت دشنام مجھے

مین بھی پی لونگا جو جھوٹی مری پی کی ہی شراب
دی ہی دینگی وہ کبھی بوسہ بہ پیغام مجھے

تیری کوچی سی لیی جاتی ہین میرا تابوت
دیکھ لی تو بھی ذرا آکی لب بام مجھے

تمتو آغاز مین نواب بہت خوش ہو مگر
بدنظر آتا ہی اس عشق کا انجام مجھے

۱۱۳

منظور ہو کبھی جو مرا امتحان تجھے
وہ رنگ لاون جسکا نہو کچھ گمان تجھے

لی نامہ نامہ بر مگر انصاف کر ذرا
کیونکر بتاون رشک سی اوسکا نشان تجھے





فرقت مین کچھ پتا نہین ملتا ہی صبح کا
کیا ہو گیا ہی آجکی شب آسمان تجھے

دل مین تو غم ہی اور جگہ احتمالِ غیر
تو ہی بتا کہ ڈھونڈھنی جاؤن کہان تجھے

اوٹھی نہ حشر تک کبھی اوس رہگذر سی ہم
مستِ خرام ناز سی دیکھا جہان تجھے

رسوائیو نکا خوف ہی در پر تو گھر مین غیر
مین اپنا حالِ زار سناؤن کہان تجھے

بدلا تری ستم کا یہان تو نہین ہی کچھ
معلوم ہوگا اسکا نتیجہ وہان تجھے

آئی خدا کی گھر سی بھی ناکامیون کی ساتھ
در پر مین کسکی بھیجون بھلا اب فغان تجھے

اول تری جفا سی وہی حنا ک ہو گئی
جو لوگ جانتی تھی بہت مہربان تجھے

تعریف کر کی شرم و حیا کی شبِ وصال
مینی بنا دیا ہی ترا پاسبان تجھے

روتا ہون مین تو ہنستی ہین چپ ہون تو کہتی ہین
کسنی سکھا دیا ہی یہ ضبطِ فغان تجھے





بلبل کو عشقِ گل مین پریشان دیکھکر	آیا ہی رحم بھی کبھی ای باغبان تجھے
ایدل یہ کیا ہوا کہ وہ کرتا نہین جفا	دو دن کا جانتا ہی مگر میہمان تجھے

نواب کی تو حال سی واقف نہین مگر
مدت سی چاہتا ہی کوئی پیرجان تجھے



۱۱۵

افشان چمک کی زلفِ دوتاہی مین رہگئی	کچھ روشنی سی ہو کی سیاہی مین رہگئی
سمجھونگا تجھسی روزِ قیامت مین ایجون	اگر کوئی بات میری تباہی مین رہگئی
آئین ہزار ہا شبِ ہجران مین آفتین	پر صبح اوسکی علمِ الہی مین رہگئی
افسوس روزِ حشر ہوا اوسگھڑی تمام	جب تھوڑی دیر میری گواہی مین رہگئی
آہی چکی تھی اوسکی اداسی بلا مگر	کچھ شرم کھاکی شوخ نگاہی مین رہگئی



نواب اپنی دلکو مین کیونکر نکالتا
کنگھی او لجہ کی زلفِ رسا ہی مین رہگئی

	۱۱۶	
کیا ہی اشک کو پیدا جو چشم ترکی لیے		تو دی اجازت الٰہی ذرا اثر کی لیے
شبِ فراق مین انصاف تو ہی کر ای چرخ		دعائین کوئی کہانتک کری سحر کی لیے
تری گلی مین عدو نی جو ہاتہ ڈالی ہین		دہڑک رہا ہی مرا دل تری کمر کی لیے
یہ سوچ کر کہ اِن آنکھونسی دیکہا ہوگا او		لیے جو بوسے بھی تو چشم نامہ بر کی لیے
دلِ مریض تجہی مرگ نو مبارک ہو		کہ اوسنی غیر کو بہیجا تری خبر کی لیے
تمہین خدا کی قسم ہی مرا ہی دل لینا		جو احتیاج ہو تعویذ کی نظر کی لیے
عدم کو غمِ ہی ترا ساتہ لیتے جائینگی		کہ زادِ راہ بھی کچہ چاہیے سفر کی لیے





خداسی کوئی یہ پوچھی کہ ماورای فراق
بناہی وصل صنم بھی کسی بشر کی لیی

نہین کچھ اور سبب اضطراب کا صیاد
تڑپ ہی دلکو فقط نوکِ نیشتر کی لیی

دیا ہی عشقِ بتان عاشقونکو گر یارب
ذرا سا ضبط بھی دی آہِ بی اثر کی لیی

جفا سی تیری یہ عالم تو بنگیا مدفن
زمین کوئی نئی ڈھونڈہ رہگذر کی لیی

خدا ہی جانی یہ کیا بھید ہی کہ عالم مین
خرامِ ناز ہی تجھسی ہی فتنہ گر کی لیی

یہ کسکا زخم ہی یارب کہ مینی مرتی وقت
تڑپ کی سیکڑون لوسی دل و جگر کی لیی

اجل سی کہہ دو خبر لی کہ آج دشمن کو
سنا ہی بھیجتی ہین وہ مری خبر کی لیی

پھڑک گیا مین کہ عین نماز مین نواب
عجب مزی سی قدم تونی نامہ بر کی لیی





۱۱۷

غیر پر جب سی مہربانی ہی — مجکو دشوار زندگانی ہی

مرکی دنیا مین بی نشان ہونا — عشق کی یہ بھی اک نشانی ہی

ہی دہان خوابِ ناز اور یہان — وہی غم ہی وہی کہانی ہی

رشک سی تو بچی بلا سی اگر — درد کو دل کی پاسبانی ہی

کسکو خواہش ہو حور و غلمانکی — غم ترا اہتو یارِ جانی ہی

مرگیا جو وہ غمسی چھوٹ گیا — موت بھی عیشِ جاودانی ہی

میری تربت کو دیکھکر بولی — یہ بھی اپنی ہی اک نشانی ہی

کون پوچھی گا ہمکو پیری مین — گر یہی رنگِ نوجوانی ہی

غیر سی ربط ہی مری ضد سی — یہ نئی طرزِ مہربانی ہی





مرتی ہی موت تیری کشتونپر　　اس لیے رنج زندگانی ہی

آینہ دیکھکر بنی تصویر　　پر وہی اب بھی لن ترانی ہی

ہم کہان صدمۂ فراق کہان　　یہ بھی اک امر ناگہانی ہی

رکھ لون سر پر کہ پاے وحشت نے　　اوسکی کوچی کی خاک چہانی ہی

کسکو چاہون بہلا مین اے نواب

کون دنیا مین اوسکا ثانی ہی

۱۱۵

عشق مین کسکی یہ رسوائی ہی　　جسکی اک خلق تماشائی ہی

بس کی پہولونمین جو آج آئی ہی　　کسکا پیغام صبا لائی ہی

ایسی حورونکو یہین سی ہی سلام　　جنکا واعظ بھی تمنائی ہی





منہ نہ پردی مین چہپاؤ ہمسی　　اسمین سو طرح کی رسوائی ہی

توہی آجا مری گہر مین ای موت　　آج کی شب شبِ تنہائی ہی

صورت آینہ ہمسی اونسی　　دیکہ لینی کی شناسائی ہی

موت کی فکر یہان اور وہان　　اوسکو دعوای مسیحائی ہی

جانکر مجھکو بنی ہین نادان　　یہ بھی اک طرح کی دانائی ہی

دوست بنتی نہین دشمن ہی ہنو　　اسمین توکچہ نہین رسوائی ہی

دل چہپائینگی عدم مین کیون یہان　　ہر جگہ وہ بتِ ہرجائی ہی

تم نہ سیکہو مری وحشت کی چلن　　اسمین تو مجھکو ہی یکتائی ہی

الغیاث ای ستم یار کہ پہر　　دل کو دعوای شکیبائی ہی





نہ قسم کہا مری سر کی کہ یہاں
بد نصیبی نے قسم کہائی ہی

ہو چکا صبر ہماری دل کو
گریہی آپ کی رعنائی ہی

جسکو کہتا ہی زمانہ **نواب**
وہ بھی اک آپکا شیدائی ہی



١١٩

سینی مین داغ خار رگِ جان مین رکہ لیی
چن چن کی سب مزی دلِ سوزان مین رکہ لیی

بلبل چمن مین روئی تو اوسنی مزا سی
تہوڑی سی پہول توڑ کی دامان مین رکہ لیی

دامن پہٹا جو کانٹونسی تو دستِ شوق نی
جو تار بچ رہی وہ گریبان مین رکہ لیی

اب کون اوٹھای ظلم کہ تونی ستم شعار
عالم کی دل تو زلفِ پریشان مین رکہ لیی

لاتا تھا تیری پاس فرشتون کی خبر مین
اعمال میری جبین کی میزان مین رکہ لیی



تسکین دل کو جب نہوئی خم سی تو پھر پیی	نشتر کی ٹکڑی مینی نمکدان مین رکھ لیی
تو چین کر رقیب کہ مینی فراق مین	ارمان ساری خاطر ویران مین رکھ لیی

گر کچھ مزہ نہین ہی تو نواب تمنی کیون
دنیا کی درد سینۂ سوزان مین رکھ لیی

	١٢٠	
کچھ نہین اب صرف حسرت رہگئی		یہ بھی اک تیری بدولت رہگئی
مٹ گئی ہم راہ مین اوسکی مگر		ٹھوکرین کھانی کو تربت رہگئی
غم یہ کسکا ہی کہ بعد مرگ بھی		دل مین غم کھانی کی حسرت رہگئی
سب نی پایا سب کچھ اک میری لیی		ساری عالم کی مصیبت رہگئی
ایسی لذت سی تڑپ کر جان دی		جسکی دنیا مین حکایت رہگئی







مل کراوس سی اور سب شکوی گئی	اک نہ ملنی کی شکایت رہ گئی
آتی آتی پھر گیا مسجد سی وہ	واعظونکی آج عزت رہ گئی
میری ناکامی کو روزِ وصل کہین	جسمِ نازک مین نزاکت رہ گئی
جان کو روونگا تیری ای فلک	ہجر مین گر کوئی آفت رہ گئی
پند واعظ آپکی سننی نہتی	ہمسی بھی حضرت سلامت رہ گئی
وصل کی شب کچھ نہین باقی رہا	رہ گئی تو صرف حیرت رہ گئی

خاک تھی پہلی ہی سی نواب ہم
اوسکی دل مین کیون کدورت رہ گئی

شبِ فرقت مین تھی تاریکی	۱۲۱	شکل سوجھی نہ رستگاری کی



بات کر نزع مین کہ رہ جای	بات دنیا مین غمگساری کی
وہ بگڑ کر اوٹھا جو پہلو سی	بن پڑی خوب بیقراری کی
عشق ظاہر ہی کر چکا تھا دل	تیری زلفون نی رازداری کی
ہونگی ای مرگ تجھسی روزِ حساب	پرسشین میری دم شماری کی
بوسی کی بدلی دیتی ہین دشنام	یہ سزا ہی امیدواری کی
خاکِ دشمن کی واسطی ہمنی	آنکھونسی سیلِ اشک جاری کی
صبح تک ہمنی اوسکی دہوکی مین	غیر کی ساتہ بادہ خواری کی
جان نکلی مگر نہ نکلی حیف	کوئی تدبیر رستگاری کی
روتی ہو کیون کہ میری ماتم مین	طرز ہی اور سوگواری کی





چوٹین گہری پڑین مگر نہ گئین	حسرتین دلسی زخمِ کاری کی
مرگیا مین تو میری تربت پر	خوب حسرت نی اشکباری کی
دشمنونسی بھی دشمنی نکری	ہی یہی شرط دوستداری کی
اوسکی غمزون نی ایک بھی نہ سنی	ہمنی ہرچند آہ وزاری کی
زخمِ دل کی مری فرشتون نی	نوکِ مژگان سی بخیہ کاری کی
رونی پر ہمکو تھا بہت تکیہ	اوسنی بھی کچھ نہ سازگاری کی
مرکی اوٹھی نہ تیری کوچی سی	خاک ہوکر بھی خاکساری کی
پھر گئی مردنی مگر افسوس	شکل بدلی نہ شرمساری کی

مست بنکر گلی کی نواب





خوب ہی تمنی ہوشیاری کی

کیون یہ ہر وقت جان کہوتا ہی	۱۲۲	وہی ہوگا جو کچہ کہ ہونا ہے
بوسہ دینا کفِ حنائی پر		خون مین اپنی ہاتہ دہونا ہے
پہلی روتی تھی جان کو مین لیکن		ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے
جاگ لی زندگی مین جی بھر کر		آخر اک دن توخوب سونا ہے
خاک و خون مین پڑی ہین ہم سر راہ		اب یہی اوڑہنا بچہونا ہے

بولی وہ میری شعر پر نواب

کوئی جادو ہی یہ کہ ٹونا ہے

نادان بنی بیٹھی ہین پہلو مین تمہارے	۱۲۳	آہی گئی اغیار بھی قابو مین تمہارے





دل لینی مین یہ بوالہوسی سوچو تو دل مین
ہمشکل اسی دل کا ہی پہلو مین تمہاری

مضمون نہین یہ مری طالع کا تو پھر کیون
بل پڑ گئی ہین سیکڑون گیسو مین تمہاری

کیا چال خدا جانی چلی تم جو ازل مین
سب فتنی چھپی گوشۂ ابرو مین تمہاری

سر رکھتی ہی آجای اجل کو بھی شکر خواب
نرمی وہ قیامت کی ہی زانو مین تمہاری

کہالینگی شبِ وصل رکاوٹ کی ادا گر
ہیری کی کنی وہ جو ہی جگنو مین تمہاری

ساغر جو نہین تو نہو شیشہ تو اوٹھا لو
پی لونگا شراب آج مین چلو مین تمہاری

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بھی
طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہاری

کیا جانین لہو دل کہ جگر کا ہی یہ آب
سرخی کا ہی ڈورا مگر آنسو مین تمہاری





۱۲۴

ارمان لیے جاتے ہین ہم تیری گلی سے
تا بہلی ذرا دل غمِ فرقت مین اسی سے

مشکل تو مجہی ہوگئی اغیار مین مجکو
عاشق ہین مرے کہدیا تمنے تو ہنسی سے

رگ رگ سے مری جان بھی نکلی تو نہ نکلے
پیکان ترا صورتِ ارمان مرے جی سے

بیوجہ یہ ہے درہم کرم و لطف ہین جس پر
ہر روز کی ہو رنجشِ بیجا بھی اوسی سے

گالی ہی رہی میرے لیے دل مین امانت
غمزے تو کیا کرتے ہو تم روز سبھی سے

بسمل جو یہان ہین تو وہان زندۂ جاوید
کیا خلد کو نسبت نہی بہلا تیری گلی سے

دیکھا سرِ پستان کو تو یہ بہتی نئی سوجہی
سوسن ہوی پیدا یہ چنبیلی کی کلی سے

مین کیا ہون زمانے کا بگڑ جاے گا نقشہ
امید تھی پہلی ہی تری فتنہ گری سے

قوت رہیگی ہاتہ مین کبتک کہ الٰہی
ٹکڑے ہوے دل کی تو مری سینہ زنی سے





کیا کوئی رفاقت کری میری کہ یہان تو
گھبراتا ہی دل تک بھی مری ہمنفسی سی

کیونکر نہ شکایت ہو مجھی دل سی کہ اسنی
حسرت کا کیا خون شہادت طلبی سی

جو تشنۂ دیدار ہین اوس شوخ کی یا رب
پھڑکین لبِ کوثر نہ وہ کیون تشنہ لبی سی

ہوتا نہ حیا پر شبِ وصل اونکو بھروسا
واقف وہ اگر ہوتی مری بی ادبی سی

تم قتل کو آج آئی ہو جسدن سی خفا تھی
سمجھا تھا اس انداز کو مین غضب ہی سی

اوس بزم مین تجھسی بھی رقابت نہ ہوئی صبح
ساتہ اپنی تجھی مین نہین لاتا تھا اسی سی

چپ ہون مین تحیر سی تو وہ شرم سی خاموش
آگاہ نہ مین ہون نہ وہ ہی رازِ دلی سی

خورشید نی آغوش مین کھینچا ہی زحل کو
ہوتا ہی یہ روشن تری مسی کی دھڑی سی

کھینچی تو مگر ضعف سی لب تک بھی نہ آئی
شرمندہ ہون کسدرجہ مین آہِ سحری سی





وصل اوسکا کہان اور کہان خاطرِ ناشاد	تھی یہ بھی تمنا فقط اک بوالہوسی سی
دیکھا تھا کبھی خستہ جگر اور بھی ایسا	پوچھی تو یہ کوئی مری زخمِ جگر سی

دعوی تھا بہت صبر کا نواب تمہین تو
گھبرا گئی دو غمزون مین لو تم تو ابھی سی

نکالون ہجر مین کیا شغلہ زبان کی لیے	۱۲۵	کہ مینی آہ تو رکھی ہی آسمان کی لیے
یہ کیا ستم ہی کہ خاطر سی غیر کی اوسنی		کیا جو لطف بھی محبوب پر تو امتحان کی لیے
کچھ ایسا شورِ عزا تھا کہ صورِ محشر نی		عدم سی آکی قدم میری نوحہ خوان کی لیے
خدا کو مان کی رہنی دی نزع مین اگر		ذرا زبان مین طاقت تو الامان کی لیے
جگا کی طالعِ خفتہ سی ہانگ لائین گی		ہم آج خوابِ گران تیری پاسبان کی لیے





بنایا حشر تو صانع نی پر نہ سوچا ہای ۔۔۔ کہ تیرا نازہی کافی ہی دونون جہان کی لیے

وہ اور ہونگی جو کرتی ہین پیار کی باتین ۔۔۔ یہ منہ تو روز ازل سی بنا فغان کی لیے

دعا کی واسطی اب تو بھی ہاتہ اوٹہا ظالم ۔۔۔ کہ خلق پیٹتی ہی تیری نیمجان کی لیے

ہوا ہین قتل تو کس کس مزی سی حسرت نی ۔۔۔ لپٹ کی بوسی مری زخم خونچکان کی لیے

ادا نہو کبھی زخم جگر کی کیفیت ۔۔۔ ملی حیات خضر بھی اگر بیان کی لیے

بہت تھی لوگ زمانی مین اور بھی نواب
بنایا عشق کو کیون مجھسی ناتوان کی لیے

۱۲۶

جو جگر خستہ تری چال کی بسمل ہون گے ۔۔۔ وہ قیامت کی بھلا کاہیکو قائل ہون گے

اسقدر جور و جفا پر جو کمر باندھی ہے ۔۔۔ کیا یہ سمجھی ہو کہ سینی مین بہت دل ہون گے





نکرو باتین رقیبونسی نهین توہم بھی	تمسی اک روزکسی بات کی سائل ہونگی
کون چاہیگا دیت غمزن کی تجھسی یارب	ہمتو محشر مین تہ دامن قاتل ہونگی
دیکھنا مجکو گوارا نہین خنجکا دمِ صبر	ہای وہ بھی نگہ ناز کی بسمل ہونگی
ظلم کرتی ہو تو یہ سوچ کی چپ رہتی ہین	کہ وہان کیا نہین پر ہم اسی قابل ہونگی
ہوگی خلقت تو جھکائی ہوی محشر مین	ہاتہ میری تری گردن مین حمائل ہونگی
باوفا دھر مین پیدا ہی نکرنا یارب	کہ جفا مین صنم اوربھی کامل ہونگی
جان دینی کی طریقی تو بہت ہین آسان	وہ بھی چاہت کیطرح کیا مجھی مشکل ہونگی
کیا شکایت جو خبر لی نہ شب فرقت مین	میری طالع کی طرح آپ بھی غافل ہونگی

ابھی دعوی ہین بہت آپکو اوس سی نواب





آگیا وہ تو سب اک آن مین باطل ہونگی

۱۲۷

میری اعدا بھی اگر ہمرہِ قاتل ہونگی
تو شہادت کی مزی کیا مجھی حاصل ہونگی

خشک لب چشم تر افسردہ دل آشفتہ دماغ
ہای کس منہ سی تری بزم مین شامل ہونگی

نکرونگا کبھی پھر جینی کی خواہش تا حشر
میری ماتم مین اگر حور شمائل ہون گی

کچہ چھپی چوری کی یہ بات نہین یاد رہی
ہونگی سکھوی بھی تو مسی ہر محفل ہونگی

جی بلاؤن سی بھرا ہی نہ بھری گا ہرگز
سیکڑون فتنی اگر چرخ سی نازل ہونگی

جان پر صدمی رہینگی بھی جو محجبہ ہین
اپنی صورت پر اگر آپ بھی مائل ہونگی

بھولی پن مین تو یہ آفت ہین کہ خالق توبہ
اور آئی گی قیامت جو وہ عاقل ہونگی

جان لینا نہ کہین ذوقِ شہادت جلدی
ورنہ ہم مفت مین شرمندۂ قاتل ہونگی





بوسی جو تمنی لیی مینی ہی پائی وہ بہی
ان حسابون سی تو کچہ میری ہی فاضل ہونگی

یہ نسمجہی تہے کہ اک عمر کی شکوی دلسی
دو ہی باتون مین تری پیار کی زائل ہونگی

شوقِ قاصد مین نکر منع سفر سی نواب
مرتی مرتی بھی تو ہمراہیِ منزل ہونگی

۱۲۰

یارب بلا وہ بہیج کہ جس سی مزا ملی
اسکی سوا جو چاہون تو مجہکو سزا ملی

کچہ بہی اگر فراق کی تیری جزا ملی
کیا جانیی کہ حشر کی دن ہمکو کیا ملی

کیا قہر ہی مجہی تو ملی آہِ نارسا
اور اوس بلا نی ہر کو زلفِ رسا ملی

نالی تو ایکدم مین پہنچ جائین تا اثر
قتلونکی ازدحام سی گر راستا ملی

پوچہا سبب جو آنی کا ہمسی تو کہدیا
جاتی تہی گہر کو بہول کی تمسی بہی آملی





قاصد کا کچھ سراغ نہین اس جہان مین — ڈھونڈھین عدم مین جا کی تو شاید پتا ملی

ایسا ہی لطف ہی جو ستم مین تو ای خدا — اوسکو سوا جفا کی نہ ہرگز وفا ملی

واقف تری گلی سی بڑا خوش نصیب ہے — لون دوڑ کر قدم جو کوئی رہنما ملی

اغیار سی جو لطف تھا ملنی مین وہ نہ تھا — یون ملنی کو تو مجھسی بھی وہ بارہا ملی

غمازیِ عدو کی شکایت کرون مین کیا — جب دل سا رازدار بھی اوس بت سی جا ملی

دو چار تار جیب مین باقی ہین ای جنون — سر پیٹنی سی ہاتھ کو مہلت ذرا ملی

کیا ایک دو بلاؤن سی چین آئی ای فلک — لاکھون مصیبتین ہون تو دلکو مزا ملی

راضی ہون قتل کر مجھی بیجرم شوق سے — اسکی جزا جو چاہون تو مجھکو سزا ملی

کن کن مصیبتون سی مین پہنچا ہون بزم مین — دم بھر کی واسطی مجھی پہلو مین جا ملی





چہوٹین کبھی نہ سایۂ دیوارِ یار ہم — قسمت سی لاکہ بار جو ظلِ ہما ملی

لاکہ او بھی تو نکال ہی لون دلکو ڈہونڈہ کر — دم بھر کو بھی اگر تری زلفِ دوتا ملی

بلبل جو میری ساتہ ہوئی نوحہ گر تو کیا — جب جانون مین کہ میری صدا سی صدا ملی

قاصد کی کچہ خبر نہین نواب کیا ہوا

پرزی تو خط کی راستی مین جابجا ملے

۱۲۹

کیون عرش پر الامان بہت ہے — کیا سینی مین دل طپان بہت ہے

جوشِ گلِ ارغوان بہت ہے — پھر رونقِ گلستان بہت ہے

ای موی کمر او لچہ نہ دل سی — تجھسی بھی یہ ناتوان بہت ہے

تہوڑا سا غمِ فراق اوسکا — دل کو پئی امتحان بہت ہے





کیون تمکو ہی فکر قتل ہردم   مجکو تو بھی فغان بہت ہے

ہمکو نہین اوس سی بدگمانی   پر اوسکو ابھی گمان بہت ہے

فرقت مین اجل کی مانگنی کو   تیرا ہی یہ نیمجان بہت ہے

کسکی ہی تلاش اسکو یارب   گردشمین جو آسمان بہت ہے

کیا چہوڑین سوا ای بی نشانی   دنیا مین بھی نشان بہت ہے

تو کعبی کو جا ہمین تو واعظ   سجدی کو وہ آستان بہت ہے

ای بخت نہ سو کہ میری حق مین   بیداری پاسبان بہت ہے

جہوٹون ہی فلک سی کوئی کہدی   ان روزون وہ مہربان بہت ہے

اب وقت اخیر ہی مریجان   تہوڑی سی ادا یہان بہت ہے





کہتی نہین کچہ بھی جز غمِ دل | یون کہنی کو داستان بہت ہی
کچہ فکر نکر کہ جانِ غمگین | غم سی تری شادمان بہت ہی
دم بھر کا بھی میرا خوابِ راحت | طالع کو مری گران بہت ہی
کیون مجکو ستاتی ہی شبِ ہجر | مرنیکو غمِ نہان بہت ہی

کیا نوحی کہی ہین تو نی نوّاب
جو شورشِ الامان بہت ہی



١٣٠

جان دینی مین یہان تو کوئی تاخیر نتہی | پر کرین کیا کہ ابھی خواہشِ تقدیر نتہی
چشمِ فتان نتہی یا زلفِ گرہگیر نتہی | قتل کرنیکی یہی کیا کوئی تدبیر نتہی
قبر مین آئی تھی جسوقت ملک بہرِ سوال | او سگھڑی ہای بغل مین تری تصویر نتہی



کیون بنایا اوسی مسجودِ خلائق زاہد
خاک سی دل کی اگر کعبی کی تعمیر نہتھی

پھر فریاد جو اوٹھا نہ گیا مرقد سی
جرم تھا ضعف کا یہ حشر کی تقصیر نہتھی

کیونکر آجاتی وہ خط پڑہتی ہی مجہ تک قاصد
رقمِ شوق تھی کچھ آیتِ تسخیر نہتھی

چونکی ہم خوابِ عدم سی تو مری حسرت سی
اس سی بہتر کوئی اس خواب کی تعبیر نہتھی

غیر کی نعش تو گلیونمین پھرائی تمنی
لاش میری ہی مگر قابلِ تشہیر نہتھی

پیچ مین عشق کی ناصح جو نہ آیا یاز
تیری درگاہ مین کیا زلفِ گرہگیر نہتھی

خطِ رخسار کی اصلاح سی یہ نقصان
آپکا خط تھا وہ کچھ میری تو تحریر نہتھی

پھوٹی وعدون نی تری ہجر مین مرنی ندیا
یہ نہوتی تو کوئی جینی کی تدبیر نہتھی

نعش پر میری بزعمِ غیر سی آئی نیتاب
اب نہ کہیی گاکہ فریاد مین تاثیر نہتھی





ہاتہ سی میری دمِ قتل وہ دامن چہوٹا		اس سی بڑہکر بہی کوئی گردشِ تقدیر نتہے
مین ہون ساقی ہی صنم ہی گل و مینا و شراب		ایسی عادت تو تری ای فلکِ پیر نتہے
رات بیچین تہی کیون پہلوِ اغیار مین تم		میری آہون مین اگر نام کو تاثیر نتہے
یاخدا روزِ ازل جرمِ محبت کی لیی		جز غمِ ہجرِ بتان کیا کوئی تعزیر نتہے

تجکو وحشت جو لیی پہرتی تہی سنو اب

کیا زمانی مین تری واسطی زنجیر نتہے

بند ہارہا شبِ فرقت کا گر خیال مجہے	۱۳۱	تو خاک لطف اوٹہیگا شبِ وصال مجہے
یہ کسنی کو ساہی یارب دمِ وصال مجہے		کہ جس سی زیست بہی اپنی ہوئی وبال مجہے
کہونگا گردشِ گردون نہ چال کو تیری		کہ اور بد نظر آئینگی ماہ و سال مجہے







عدو سی لطف کی باتین تو آپ کرتی ہین | یہ کیا ستم ہی کہ ہوتا ہی انفعال مجھے

رقیب کہاتین جدائی کی پوچھ جاتی ہین | ہوا ہی اب تری فرقت مین یہ کمال مجھے

یہ کسکی چاند سی چھرمین دیکھی ہین ابرو | کہ چاندنی مین ہوئی رویتِ ہلال مجھے

امیدِ وصل تری صدقی آج پرسش کو | وہ آتی ہین سرِ بالین ذرا سنبھال مجھے

تجھی ملال نہین ہی جو میری اعدا سے | اسی سی رہتا ہی دم بہت ملال مجھے

عدو کی رونیسی تو وہم کچھ نہ تھا لیکن | تمہاری ہنسنی سی کیا کیا بندھی خیال مجھے

عبث مٹائین خفا ہی سپہر سی تو آب
اوسکی ہاتھ سی ہونا تھا پایمال مجھے

نہ چینی دی گی اگر لذتِ وصال مجھے | ۱۳۲ | تو پھر نہو گا کبھی ہجر کا ملال مجھے



وفاسی باز نہ آیا نہ باز آؤن گا
فلک جفاسی کری لاکہ پایمال مجھے

جو مجکو دیکھکی خاموش رُک رہا وہ شوخ
تو ہوگا ضبط سی کیا کیا پھر انفعال مجھے

نہو تلاش کبھی زخم دل کو مرہم کی
اگر ذرا سا بھی وہ بھیدین اُوس گال مجھے

کرون خوشامدِ افلاک کیون کہ امین سے
ندیگا ایک بھی وہ حسن بیمثال مجھے

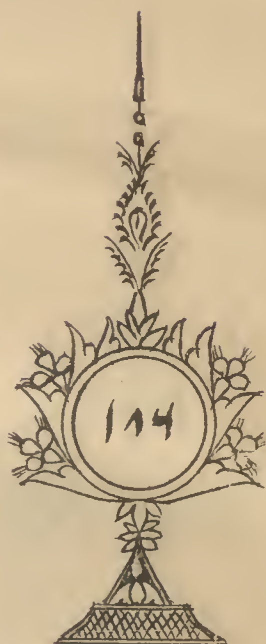
یہ ضعف اور یہ غش ہی اثر تغافل کا
جو پوچھ لو تو نہ دیکھو کبھی نڈھال مجھے

علاج اسکا بھلا کیا کہ سیدھی باتون مین
تمہاری بزم مین ہوتی ہین احتمال مجھے

نہ بانکپن سی یہان آئی فتنۂ محشر
کہ یاد آئی گی اوس سروقد کی چال مجھے

نہین ہی غمسی تری آج کچھ مرا نقصان
پر اس الم سی ہی اندیشۂ مآل مجھے

عطای بوسۂ لب کا تو ذکر کیا تو آب





وہ گالیان بھی نہ دینگی دمِ سوال مجھی

۱۳۳

مری آغوش مین وہ نازسی جسدم مچلتا ہے
تو رنگِ غیر گردونکی طرح کیا کیا بدلتا ہے

یہ کس دستِ حنائی کا تصور ہی کہ فرقت مین
کوئی چٹکی سی سینی مین کلیجا روز ملتا ہے

خوشی میری دلِ پُر شوق کی اوسدم کوئی دیکھی
گلی پر خنجرِ بُرّان ترا جسوقت چلتا ہے

کسی پر دم نکلنی مین تو یہ سختی نہین ہوتی
مری سینی سی پیکان آپکا شاید نکلتا ہے

ذرا ای ہمدمو پھر چند اذکرِ مصیبت ہو
سنا ہی عاشقونکا اس سی اکثر جی بہلتا ہے

ضرورت کچھ نہین پر بزم مین ہی جلانی کو
کوئی مہندی لگاتا ہی کوئی عطر اوسکی ملتا ہے

برابر والی سی چوٹین ہون جب معلوم ہو تمکو
ہمین سی بی لبون پر رہ وہ تیرِ ناز چلتا ہے

تڑپتی ہی تڑپتی عمر گذری رنجِ فرقت مین
نہ وہ آتا ہی پہلو مین نہ اپنا دم نکلتا ہے





نہ رکھ ہاتھ اپنا سینے پر مرے اے چارہ گر ہر دم	تری تسکین دینے سے تو دونا دل اوچھلتا ہے
خدا کے واسطے پوچھو تو روزِ ہجر لوگوں سے	کہ شامِ حشر تک آیا کبھی یہ دن بھی ڈھلتا ہے
اگر ہیں ہم لغزشِ مستی میں بھی ہرگز نہ جورو پر	تمہارا ہی دل ایسا ہے جو ہر اک پر پھسلتا ہے
دمِ ناز اوسکو واعظ دیکھکر انصاف سے کہدے	کہ جنت میں تری یوں بھی کوئی ہوری مچلتا ہے
ہم آغوشی کی خواہش پر وہ دیتے ہیں جواب ایسا	کہ جس سے حشر تک روز اک نیا پہلو نکلتا ہے
یہ ٹھنڈی گرمیاں بس رات دن اغیار سے رکھو	تمہیں کیا گر کسی کا دل تبِ فرقت سے جلتا ہے
جو تو سمجھائے اس دلکو شاید کچھ تسلی ہو	بھلا میری سنبھالے سے یہ وحشی کب سنبھلتا ہے
مجھی پر کچھ نہیں موقوف جو عاشق ہوا تجھپر	یوہیں حسرت سے برسوں وہ کفِ افسوس ملتا ہے

نہ مانوگے کبھی نواب میں ان جھوٹی باتوں کو





نہین ہی کوی دہر کا تو تراجی کوی دیتا ہے

۱۳۴

مٹی عشق سفاک مین کیسی کیسی ملی باوفا خاک مین کیسی کیسی

تمہین پر نہین منحصر کچہ شرارت بھری ہین گن افلاک مین کیسی کیسی

ادا ناز انداز غمزہ کرشمہ لگی ہین مری تاک مین کیسی کیسی

ہوا قتل پر رہگئی ہای ارمان مری جانِ غمناک مین کیسی کیسی

جو پیاری ادا تھی شکار افگنون کی بندہی صید فتراک مین کیسی کیسی

نہ کپڑی بدل تو کہ جوبن ہین تجہہ پر اسی میلی پوشاک مین کیسی کیسی

جفا و نسی نواب چرخِ کہن کی

ملی نوجوان خاک مین کیسی کیسی





جسمین جلوی ہین تیغِ قاتل کی	۱۲۵	اسی پہلومین داغ تھی دل کی
رو دیا جسنی لوٹتی دیکھا		ہای انداز تیری بسمل کی
کچہ زمانی سی بھی سوا سینی		رنگ دیکھی ہین اوسکی محفل کی
تم نہ آئی تو خوب روی ہم		رات بھر حسرتون سی مل مل کی
ہمتو بسمل پڑی ہین اور وہان		صدقی ہوتی ہی خلق قاتل کی
تیری گھر تک پہنچ چکی تا حشر		ہین جو یہ رنگ پہلی منزل کی

ابتو پاتا ہون کچہ پتہ ای نواب
تجہ مین آثار عشقِ کامل کے

جب سی ہی دھوم گریۂ بی اختیار کی	۱۲۶	چلتی نہین ہی کچہ بھی کسی غمگسار کی







گالی نہ دیجیے ہمین دشمن کی روبرو
ورنہ کہینگی ہم بھی کوئی بات پیار کی

گذرا جو روز ہجر تو یون آئی شامِ وصل
جاڑونکی بعد جیسی ہو آمد بہار کی

مین تو ہزار بار دعا مانگون انحدا
پرسش ہو گر کبھی کسی امیدوار کی

شوخی پر اپنی ناز بہت ہی تمہین مگر
دیکھی نہین ہی شکل کسی بیقرار کی

دشمن جو دیکھی پیار سی اسکو تو ای صبا
انکھون مین خاک جھونک دی میری مزار کی

کیا جانی کیا مآل ہو نواب دیکھیی
صورت یہی رہی گی اگر انتظار کی

۱۳۷

نازسی غمزی سی اغماض سی شرمائی سے
باز آیا نہ کبھی غیر کی بہکائی سے

نام میرا کوئی لیتا ہی جو اونکی آگی
منع کرتی نہین پر ہوتی ہین کسیائی سے



غیر پر بھیج الٰہی شبِ فرقت کی یہان
ابتو غمخوار بھی تنگ آ گئے غم کہانی سے

دل رہا ہو گا تو ہو جای گی آفت برپا
ہاتہ اوٹھا بھی چند زلف کی سلجھانی سے

میری ہٹ ہی کے مجھی سمجھاتو مین مانو ناصح
نہ سمجھ یہ کہ نہ سمجھونگا مین سمجھانی سے

کسطرح آون تری گھر کہ ازل سی ظالم
اوٹھنی دیتی نہین وحشت مجھے ویرانی سے

کیا ڈرون چرخ کی فتنون سی کہ ہر روز یہان
اک نئی اوٹھتی ہی آفت مری غمخانی سے

جیتی ہین تو تمہین ہم دیکھ بھی لیتی ہین کہین
اس سی بھی جائینگے پھر فائدہ مر جانی سے

وہ بھی ہشیار ہین آفت کے جو گلکیونمین تری
راتدن روتی پڑی پھرتے ہین دیوانی سے

آہ تاثیر نہین کرتی تو پھر ای نواب
فائدہ کیا تمہین ہر بار کی چلانی سے





نہین ۱۳۹ شکوہ ہی وصل مین اسکا مجھی کو اذیتِ زخمِ جگر گئی

گلہ مجکو یہ تجھسی ہے دل کی تڑپ ذرا سینی مین تو ٹھہر گئی

غمِ عشق مین حال ہوا یہ زبوں کہ دل اور جگر ہوی قطرۂ خون

گئی جان سی ہای قرار و سکون مگر ایک یہ آہِ سحر نگئی

نہین بنتی ہی صورتِ وصلِ صنم یہی دل مین ٹہنی ہی خدا کی قسم

کہ دعا ہی سی ہاتہ اوٹھائینگی ہم اگر ابکے بھی تا باثر نگئی

مرا غم ہے زمین سی تا بفلک مری سوگ مین بیٹھی ہین حور و ملک

مگر ایک تمہاری ہی کانون تک مری مرنی کی ہای خبر نگئی

تمہین عشق تہا کسکی نزاکت سی غرض اب بتاو خدا کی لیی





که جو کاہش ہجر سی مر بھی گئی تو شکایت درد سر گئی

ہو گیا ہی جب سی دعوای وفاداری مجھے	۱۳۹	دلکی بھی کرنی پڑی ہی ہای غمخواری مجھے
بخت خفتہ کی اثر سی چرخ نا انصاف نی		خواب ناز او سکو دیا ہی اور بیداری مجھے
شکل آئینہ نجائی سادہ لوحی ای فلک		گر سکھائی تو بھی بر سون طرز عیاری مجھے
غیر مجکو جانکر بیٹھا وہ بر مین غیر کی		دیکھیی کیا کچھ دکھائی اور خودداری مجھے
بات بھی پوچھی نہ جیتی جی کبھی اب بعد مرگ		ڈہونڈہتی پھرتی ہی گھر گھر ناز برداری مجھے
میری قسمت مین نہین ہی صبر تو پھر ایخدا		او سکی غم مین راس آئی نالہ و زاری مجھے
پھر تمہاری بھی مسیحائی نہ کچھ کام آئی گی		گر رہی چندی رہی فرقت کی بیماری مجھے
خواب مین دیکھون تمہین سو بار لیکن کیا کرون		چھوٹتی دم بھر نہین ہجران مین بیداری مجھے





پیچ اسمین کچھ نہ سمجھو دیکھ لو ہوتا ہی کیا		دو ہی دن کو دی تو دو تم اپنی عیاری مجھے
گوشۂ تربت سی نکلونگا نہ روزِ حشر بھی		گر بھی باقی رہی خلقت سی بیزاری مجھے

ہر مصیبت ہی بہت آسان اے نواب پر
سخت مشکل ہی فقط اک تیری دلداری مجھے



میری مرقد پر وہ جب انداز سی آنی لگی	۱۴۰	تو سب اعدا اہل کی اونکو ہای سمجھانی لگی
ابتو وہ آتا ہی رہ اپنی جگہ پر کوئی دم		جان تو جانا مگر اوسدم کہ وہ جانی لگی
سب گلی کرتا ہین کیا اونسی کہ وصلِ غیر پر		وہ تو دو ہی سکو نمین جھوٹی قسم کھانی لگی
معذرت کی رنجشِ بیجا کی کسنی ناز سے		جو مری احباب اولٹی مجکو سمجھانی لگی

پیار کی باتین کرون نواب کیونکر بزم مین



وہ تو کچھہ مجھسی نظر ملتی ہی شرمانی لگی

۱۸۱

ہو وصل تو غمونکی مکافات کی لیی | خواہش ہی حشر کی مجھی اک رات کی لیی

قاصد ٹھہر کہ نامہ تو مین لکھہ چکا مگر | دل ڈھونڈھتا ہون سینی مین سوغات کی لیی

لاکھون دعائین مانگین تو اتنا ہوا کہ آج | آئی وہ دو گھڑی کو ملاقات کی لیی

ہین اور لوگ بھی تو زمانی مین ای خدا | کیا مین ہی اک بنا ہون سب آفات کی لیی

گو خاطرین ضرور ہین اغیار کی مگر | لاؤن مین دل کہانسی مدارات کی لیی

بعد وصال آئی سحر ہجر کی تو کیا | محشر کی صبح چاہیی اس رات کی لیی

ہر چند غیر سی ہی محبت انہین مگر | مجھپر بھی التفات ہی اک گھات کی لیی

کیا قہر ہی کہ حشر مین میری ہی حسرتین | آئی ہین اولٹی مجھہ سی مکافات کی لیی





نواب اثر کو حضرتِ حق کی جناب سے
کیا جانی مانگتا ہون مین کس باب کی بے

١٤٢

شام سی کیون یہ اشکباری ہے
ابھی رونی کو رات ساری ہے

بھولی باتون ہی پر نہین موقوف
تیری صورت بھی پیاری پیاری ہے

ایکدن جان جای گی اپنی
گریھی دل کی بیقراری ہے

حشر تک سُنیی تو نہو تاثیر
واہ کیا اپنی آہ وزاری ہے

چارہ گر کیا علاج ہو کہ یھان
ہر بُنِ مو مین زخم کاری ہے

اوسکی زلفین سیاہ پوش ہوئین
یہ مری دل کی سوگواری ہے

کسکا غم ہی کہ رشک سی یاں
جان کو دل سی پردہ داری ہے





غیر نادان بنا تری آگی
یہ بھی ایک اوسکی ہوشیاری ہے

تیری ہاتھون سی قتل ہونیکو
مدتون ہمنی جان ماری ہے

نہی کوئی آرزو دل مین
ابتو یہ آرزو ہماری ہے

غم غلط کرنی کو ہی ورنہ یہان
کسکو سودای بادہ خواری ہے

تجکو دیکھون نہ آنکہ سی کیونکر
اسلیی سیلِ اشک جاری ہے

وہ نہ آیا نہ آی گا نواب
تمکو ناحق امیدواری ہے

۱۴۳

پیچ اوسکی زلفِ عنبر فام کی
دلکو میری حلقی ہین سب دام کی

غیر سی بولی وہ مجکو دیکھکر
آپ بھی عاشق ہین میری نام کی





دیکھ حسرت سی اوٹھانا ای ہما
استخوان ہین یہ کیسی گمنام کی

عاشقون سی ہی بے معشوقونکی
ہم نہون تو پھر ہین یہ کس کام کی

لی تو چل اوس بزم مین ای شوق دید
دیکھ ہی لینگی اوسی دل تھام کی

ہجر کی شب آئی کیا نواب پھر
دن پھری ہین گردشِ ایام کی



۱۴۴

ہجومِ شوق مین جب دلکی آرزو نکلی
کہ پردہ کعبی کا اولٹون وہان بھی تو نکلی

وہ آتی ہین مری گھر امتحانِ وحشت کو
خدا نکردہ کہین جیب مین رفو نکلی

یہی ہی خواہشِ دل ہر گھڑی کہ مرتی وقت
تڑپ تڑپ کی یہ دم تیری روبرو نکلی

مچل کی سر تو کبھی رکھدی میری زانو پر
کہ کچھ تو اس تری بیکس کی آرزو نکلی



چلا ہون اوس طرف ای خضر بدل مدد کرنا
کہ گھر ہی وہ بھی ذرا بھر جستجو نکلے

خدا سی حور کی خواہش ہی یار کی در پر
ستم ہی ہو اگر اسدم وہ تند خو نکلے

حرم مین کسکی یہ آمد ہوی کہ گھبرا کر
طواف کرنیکو زہاد بی وضو نکلے

ذرا ذرا سا سبھی رونی والونکو دینا
جو میری آنکھونسی دل کا کبھی لہو نکلے

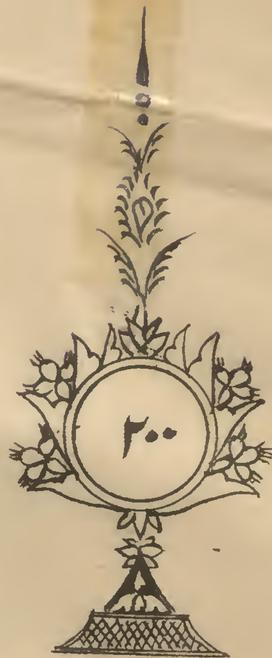
تمہین تو ناز تھی نواب پارسائی پہ
تمہاری گھر مین تو مے کی گئی سبو نکلے

۱۴۵

ہماری دردسی عالم اگر خبر ہو جای
تو رشک نوح زمانی مین ہر بشر ہو جای

نصیب اپنی تو مین سازگار جب جانون
کہ تیری دل مین کوئی نالہ کارگر ہو جای

نہ آی روز جدائی جو ہو تو وصل کا دن
شب وصال کی یارب اگر سحر ہو جای





ہر اک جگہ تری جور و جفا کا شہرہ ہے | خدا نکردہ کہ اسپر کہین نظر ہو جائے

وصال اوس سے جو نواب حشر پہ چھوڑی
تو غم مین بھی مری پھر خوب ہی بسر ہو جائے

۱۴۶

کیا ہو گا گر ملی کہی می کی سبو مجھے | خم مین بٹھاؤ بھر حند آتا گلو مجھے
خلوت مین آہ تو ہی خلل ڈالدی ذرا | الزام دی رہی ہین وہ پہر دو بدو مجھے
محشر مین ہای دعوی الفت کی واسطی | کرنی پڑی رقیبونکی بھی جستجو مجھے
تشہیر کی نہین ہی ضرورت کہ مدتون | وحشت پھرا چکی ہے مری کو بکو مجھے

نواب کیا کرون جو وہ آئی ہین ناز سے
للہ چین لینی دی محفل مین تو مجھے





جسنی اوس راہ مین گدائی کی ۱۴۷ اوسنی عشاق مین خدائی کی

بعد رنجش کی پھر صفائی کی — یھی گھاتین ہین دلربائی کی

حشر کا دن بھی آتی ڈرتا ہی — دھوم ہی کیا شبِ جدائی کی

خارِ صحرا ذرا خدا کی لیی — شرم رکھنا برہنہ پائی کی

اپنی طالع کی لاگ پر ہمنی — مدتون قسمت آزمائی کی

ذبح کی وقت ہمسی مُنہ موڑا — اوسکی خنجر نی کج ادائی کی

بیوفا تھا جو وہ صنم نواب
تمنی کیون اوس سی آشنائی کی

لذت نپائی کچہ دلِ امیدوار نی ۱۴۸ دھوکا بڑا دیا ستمِ روزگار نی







آرام سی وہ بیٹھی بہلا کس طرح سی
بیچین کر دیا ہو دلِ بیقرار نی

ناصح مین خاک سوؤن کہ رونیکا آج پہر
وعدہ کیا ہی اس مژہ اشکبار نی

ہوتا جو اعتمادِ وفا تو نہوتی ظلم
مجکو تو مار ڈالا مری اعتبار نی

ممنون ہون کدورتِ دل کا کہ چرخ کو
آخر ملایا خاک مین میری غبار نی

بزمِ عزا مین بیٹھکی دم بھر وہ اوٹھ گیا
روکا نہ اوسکو ہای کسی سوگوار نی

سرخی غضب کی ہی تری آنکھونمین آج تو
مستی کی ہوش اوڑای ہین تیرِ خمار نی

نواب پوچھی میری ہی دل سی کوئی ذرا
صدمی جو کھای ہین جو مجھی انتظار نی

شاید خبر ہوئی مری حالِ تباہ کی
١٤٩
جو پردہ نشین ہین حشر مین ہر دادخواہ کی



محفل مین دور بیٹھی ہو اغیار سی جو آج
تاثیر سن چکی ہو مگر میری آہ کی

آمادہ ہو تو قتل کرو شوق سی مگر
پوچھو نہ ہمسی وجہ ہماری گناہ کی

اوس ترکِ ظلم دوست سی ہی نباہتا
آتی نظر جو کوئی بھی صورت نباہ کی

چاہا ہی تمکو ایسی مزی سی کہ خلق مین
مدت سی دہوم ہو گئی ہی میری چاہ کی

تیری سوا خیال بھی آیا نہتا کبھی
کیونکر غمِ فراق نی اس دلمین راہ کی

شوخی ہو جسمین ایسی وہ بیداد گر نہو
حاجت نہین ہی تیری ستم کو گواہ کی

آتی ہین میری گھر وہ مگر ہمرہِ عدو
بن بن کی بگڑی جاتی ہی تاثیر آہ کی

گیسو پھر اوسنی آج سنواری ہین دوستو
تدبیر کچہ کرو مری روزِ سیاہ کی

رحمت بنای کیون نہ جہنم کو رشکِ خلد
پرسش ہوئی ہی حشر مین میری گناہ کی





تلوار گر گئی وہین قاتل کی ہاتہ سی
مقتل مین ایسی یاس سی سینی نگاہ کی

نواب لاکہون گذری ہین عاشق مگر کبہی
ایسی تو ایک نی بھی نہ حالت تباہ کی

۱۵۰

نواب دو ہی غمزون مین تجہپر فدا ہوای
حیران ہین کہ صبر کی دعوی وہ کیا ہوی

ای چرخ اور طرز ستانیکی اب نکال
فتنی تو تیری نذر قدِ دلربا ہوی

کُنج قفس کو دیکہینگی حسرت سی حشر تک
صیاد تیری قید سی گر ہم رہا ہوی

ہر چند دردِ دل نی لحد مین سُلادیا
پردیسی ہاتہ میری نہ جیب بھی جدا ہوای

وہ وہ سوال کرتی ہین جنکا نہین جواب
ناصح بھی میری جان کو گویا خدا ہوای

پوچہی جو وہ اداسی مرا نام نامہ بر
تو جان لی کہ مطلبِ دل سب ادا ہوای





بیدادِ چرخ سی نہ تسلی ہوی تو ہم		شوقِ ستم مین مائل ناز و ادا ہوی
واقف ہون مین ہی تم بھی ہو تسکین کہان ہو		بی لطفیونکی شہری تو اب جابجا ہوی
کیونکر نہ اب اشارونسی بوسی طلب کرون		مدت ہوی کہ ہونٹہ تو وقفِ دعا ہوی
میری دوا کو آی تھی کس دہوم سی مسیح		اولٹی پھری ہین دیکھکی دیکھو تو کیا ہوی

نواب یہ بتاو کہ تدبیر اسکی کیا

ارمان وصل سی بھی جو دلمین سوا ہوی



کیا کہتی ہو تم ہمسی کہ کیون میری گہر آئی	۱۵۱	دیوانونکا کیا پوچھنا آئی جدہر آئی
دیکھو نہ مجھی پیار کی چتون سی کہ در ہی		گردون سی بلا تا زنہ کوئی اوتر آئی
کسکی یہ شبِ وصل ہی جو شور مچانی		سورج نہین ڈوبا ہی کہ مرغِ سحر آئی



دم نکلا نہ اوسدم کہ وہ اغیار کی آگئی
کہتی تھی یہ مجھسی کہ کہو تم کدھر آئی

خاموش ہو گو بعد مری قتل کی لیکن
کہتی ہین نگاہین کہ برا کام کر آئی

ہو سیر کہ دل چھینی اودھر تیری نزاکت
بل کھاتی ہوئی زلف ادھر تا کمر آئی

دیکھین بر دشمن مین تو الزام تجھی دین
آئی بھی تری گھر تو کس امید پر آئی

دل دیکی اوسی خاک دعا ہوئی مری مقبول
جب دلسی دعا ہو تو دعا مین اثر آئی

منہ اوسکا بھی کالا ہو شب ہجر کی صورت
یارب جو شب وصل صنم کی سحر آئی

یون تڑپی تری کوچی مین بسمل کہ فلک سی
سب حور و ملک بہر تماشا اوتر آئی

دی عمر دوبارہ تو ہون قربان الٰہی
مقتل مین ہی اک غل کہ وہ بار دگر آئی

جائینگی تو وہ صبح کو ای حسرت دیدار
آنکھون مین مری شام سی کیون اشک بھر آئی





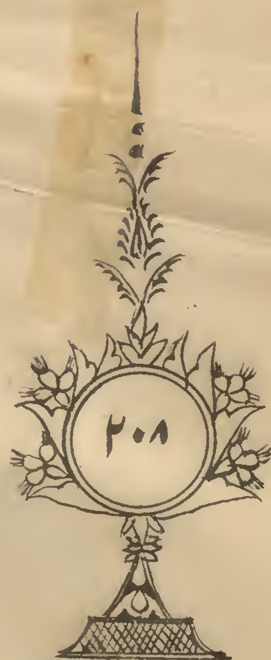
اب کس سی مین پوچھون دلِ گم گشتہ کا احوال
قاصد تو تری کوچی سی سب بنجیر آئی

او سوقت مجھی بھول نجانا فلکِ پیر
جب تجھسی کسیکی کوئی امید بر آئی

خط کیا مین وہین دیکھلون اپنا خطِ تقدیر
ظلمت مین ترا چاند سا مُنہ گر نظر آئی

دل بھی وہین بسمل ہی جگر بھی وہین بسمل
کوچی سی تری دیکھیی کسکی خبر آئی

نواب خدا کی لیی آنکھون ہی مین رہنا
ایسا نہو باھر کوئی لختِ جگر آئی



۱۵۲

عشاق مین بدنام عبث جور و جفا ہے
مشتاقونکی دشمن تو یہ کمبخت حیا ہے

آئینہ دکھا کر نہ ہٹائینگی کبھی ہم
تا جان لو تم بھی کہ مزہ دید مین کیا ہے

لکھا تو مرا تمنی مٹایا مگر افسوس
اتنا بھی نہ سوچ آیا کہ یہ کسکا لکھا ہے



شوخی سی ہوا اونکی مین بیچین تو بولی	دعوی ہو جسی صبر کا یہ اوسکی سزا ہے
وہ شیوہ بیداد ہوا کیا کہ اوسی آج	ہر بات پر اغیار سی بھی عذرِ جفا ہے
کیا خاک تسلی ہو مری وصل سی یارب	حسرت تو مری دلمین کچہ اس سی بھی سوا ہے
قاصد تری سمجھانی سی کیا فائدہ مجکو	وہ آپ سمجہ لینگی جو کچہ مینی لکھا ہے
اس پند و ملامت سی بھلا فائدہ ناصح	ہم چاہین اوسی یہ بھی تو اک شانِ جدا ہے
لطف آی یہ گالی مین کہ ہی زینت دشوا	غصی نی دمِ وصل بڑا قہر کیا ہے
لا علم ہین سب پر مجھی معلوم ہی جو کچہ	قسمت مین مری کاتبِ قدرت نی لکھا ہے
فریاد جو کی بزم مین تو ہنس کی وہ بولے	چپ رہ کہ تظلم کی یہی روزِ جزا ہے

نواب سی آگاہ نہین پر ہی یہ معلوم





کوچی مین تمہاری کوئی دم توڑ رہا ہے

۱۵۳

وصلت مین شکل مرگ کی آنکھوں مین چھا گئی | سختی فراق کی مجھے کیون یاد آگئی
ہجرِ صنم مین حضرت ناصح نصیحتین | غمخواری آپکی تو مری جان کہا گئی
غیرونکو دیکھتی تھے نگہ پڑ گئی ادھر | صد شکر ایک چوٹ تو اونکی خطا گئی
کاکل کو سر چڑہا و نہ اتنا یہ ہی وہی | جو پیچ دیکی مجھکو بلا مین پھنسا گئی
شوخی نے اوسکی کام کیا ہی دمِ وصال | پردی مین شرم کی مجھے صورت دکھا گئی
جس چاہ کی ہوئی نہ سمائی جہان مین | کیونکر ہماری دل مین وہ یارب سما گئی
انکارِ وصلِ غیر بجا ہی سہی مگر | کیا بات تھی کہ جس سی تمہین شرم آگئی
آرایشونکی وقت دکھاتی ہی آئنہ | مشاطہ خوب دل کا مری بھید پا گئی





آیا نہ کوئی تیری گلی سی مگر صبا
زلفین بنانی کا مجھی مژدہ سنا گئی

اللہ ری تیری شرم کی شوخی کہ وقت دید
کیا کیا نگاہ ناز کو چورے لگا گئی

ایا گمان میری ہی رونی کا تھا ہمیں
جب کان تک تمہاری کسیکی صدا گئی

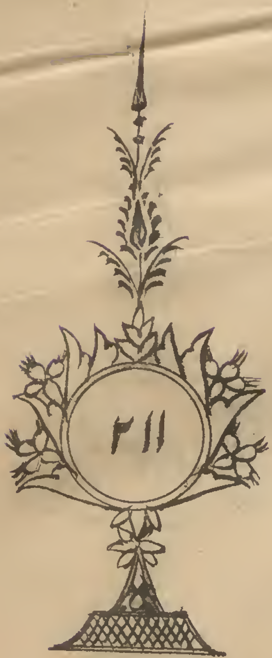
مرنیکی میری سن کی خبر بول اوٹھا وہ شوخ
اچھا ہوا جو سر سی مری یہ بلا گئی

وصلت مین قتل کر ہی چکی تھی حیا مگر
شوخی تمہاری دیکھکی پھر جان آگئی

ناکامی نصیب نہ آئی گا وہ کبھی
تربت ہماری جسکی لیے تو مٹا گئی

چوری چھپی نگاہ کرینگی وہ کیا ادہر
مجھ سی تو میری موت بھی آنکھین چرا گئی

نواب دل لگا ہی لیا آخر اوس سی ہائے
بیٹھی بٹھای کیا یہ تری جبین آگئی





۱۵۴

ہم کبھی جوشِ جنون مین بھی نہ عریان ہونگی	اسقدر خاک اوڑائینگی کہ پنہان ہونگی
جلوی قاتل کی بھی گر سرِ میدان ہونگی	مین تو کیا ہون ملک الموت بھی بیجان ہونگی
حالِ دل کیون نہ سناؤن وہ نہین اپنا ہردم	یہی ہوگا کہ ذرا اور پریشان ہونگی
وصل کی تجھسی جن اغیار سی ٹھہری ہوگی	ہای کیا اونکی یہان عیش کی سامان ہونگی
کچھ نہین صبحِ شبِ وصل کا ٹھکا دلکو	یون نہ موت آئی تو ہم آپ کی قربان ہونگی
دل دیا تھا تجھی جسدم یہ نہتی ہمکو خبر	کہ تری عشق سی اس درجہ پشیمان ہونگی
بعد مرنیکی لحد بھی مری ہل جای گی	گر کسی سی بھی وفا کی کبھی پیمان ہونگی
قتلگہ مین نہین تو ڈھونڈھ کی لی آی قاتل	ساری دنیا مین کسی جا تو نمکدان ہونگی
ہای کیا لطف اوٹھائینگی تری قرب مین	میری ہی طرح اگر غیر بھی گران جان ہونگی





اتبو رہنی دی صنمخانی مین ہمکو وعظ
بت جو دنیا مین نہونگی تو مسلمان ہونگی

کون دامن ترا پکڑیگا خدا کی آگی
گریو ہین ہاتہ مری وقف گریبان ہونگی

مین اسی سوچ مین ہون آئیگا کیونکر محشر
تیری فتنی جو زمانی کی نگہبان ہونگی

ناز نواب عبث ہی تمہین اس حسرت پر
تمسی بھی بڑہ کی وہان سیکڑون حیران ہونگی

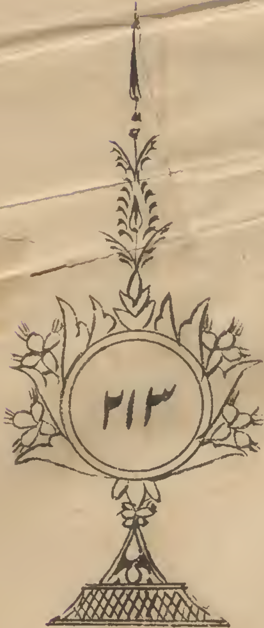
۱۵۵

دیکہ تو لین رہِ دلدار مین آنی والی
ایسی حسرت سی چلی جاتی ہین جانی والی

بخت میرا جو بناتا تو بنائی ہوتی
یا خدا بگڑی بھی تقدیر بنانی والی

عیش کا نام نہ لیتا کبہی عالم مین کوئی
ہمسی دو چار بھی ہوتی جو رولانی والی

ظلم سی توبہ نکرنا کہ بہت باقی ہین
ابھی دنیا مین تری جور اوٹھانی والی





رنگ عشاق نہین دیکھتی ہین بھول گئی		ہای کیا سوچی ہین تصویر بنانی والی

اگر صورت ہو مری زیست کی نواب بہلا
گر زمانہ مین نہون دلکی ستانی والا

جس کی تمہپر طبیعت آئی ہے	۱۵۶	اوسکی پرسش کو خلقت آئی ہے
بوسی لیتی ہی میری نامی کا		جب لبون پر شکایت آئی ہے
پوچھتی ہی مجھی کو ہر اک سی		جو زمانی مین آفت آئی ہے
جب جتاتا ہون عشق کہتی ہین		اک تمہین کو تو چاہت آئی ہے
دل ہی پہلو مین مضطرب شاید		دھوم سی آج حسرت آئی ہے
وصل اوسکو نہین ہی گر منظور		کسلیے پھر قیامت آئی ہے





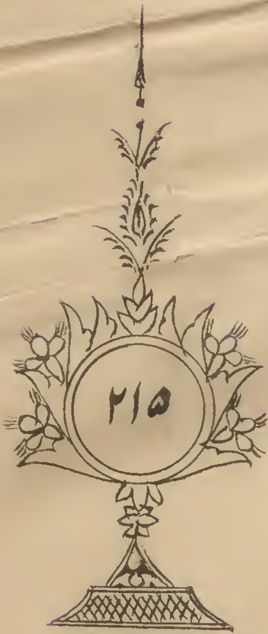
گھر مین میری کہان جگہ آتی ہے — ہر گھڑی اک مصیبت آتی ہے

وصل کیسا کہ میری بلنی سی — موت کو بھی تو غیرت آتی ہے

مُنہ چھپا لو وگرنہ ہوگا حشر — وہ نظر میری تربت آتی ہے

ابتو یہ شکل ہے کہ اوسکو بھی — حال پر میری رقت آتی ہے

جان کیطرح کیون نہ دلمین رہے — دیکھکر تجکو حسرت آتی ہے



روز وصلت گذر گیا تو آہ

ہای پھر شامِ فرقت آتی ہے

۱۵۷

بیمارِ ہجر کا تمہین ناحق خیال ہے — گرہی بھی فراق تو اکدن وصال ہے

بیباکیونکی واسطی دل مین خیال ہے — لی بوسی ورنہ تیری یہ کسکی مجال ہے



یہ التفات بڑھ گئی اغیار سی کہ اب	جو ہی ترا جواب وہ میرا سوال ہے
پوچھو اوسی سی تم سبب قتل سنو دو	نیچی ہی میری جسکو عبث انفعال ہے
تکمیل جور بھی ہو تو کچھ صبر ہو مجھی	سمجھون کہ ہر کمال کو آخر زوال ہے
آنا یہان اجل تو ذرا دیکھ بھال کر	فرقت کی شب نہین ہی یہ روز وصال ہے
میری شکایتون سی یقین آچکا تمہین	اپنی ہی دل سی پوچھو جو کچھ میرا حال ہے
لیونکر نہ دوست کہو نہین الفت کو جانئے	باقی رہی گی وہ یہ سریع الزوال ہے
نازک مزاجون سی نہین امید امتیاز	نقصان بھی جو دیکھو مرا تو کمال ہے
زلفو نہین ہی وہ چہرہ نہ لا کہا ہی ہو نٹہ پر	وہ مہ ہی ابر مین یہ شفق مین ہلال ہے
پیکان یار جلد خبر لی کہ اندنون	زخم جگر کی پھر مری کچھ دیکھ بھال ہے





پرسش سے حشر کی جو ڈرایا تو بول اٹھے
وہ بھی تو اک ہماری ہی ادنی سی چال ہے

مین بھی کمالِ عشق مین ہو جاؤن لاجواب
قائل ہون جب کہ حسن ترا بے مثال ہے

زردیِ رخ پر اوسکی نہ تو ہو بنا رقیب
چاہت ہو میری یہ بھی تو اک احتمال ہے

طالبِ وفا کی ہم ہوی اوس بیوفا سے ہای
جسکو جفائین کرنی مین بھی قیل و قال ہے

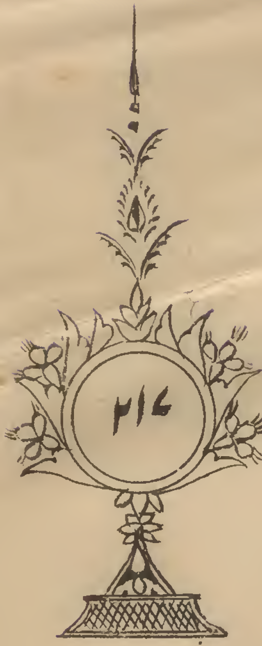
نواب بس یہی نہ کہ مرتے ہو پر آ
اتنی سی بات کی لیے جینا محال ہے

۱۵۸

دمِ رخصت وہ بی نقاب ہوی
ہای کس وقت بی حجاب ہوی

سوتی دیکھا نصیب کو تو ہم
عاشقِ چشمِ نیمخواب ہوی

پھیرنا تھا کسیکا دل ای چرخ
قائم کیا جو انقلاب ہوی





ہم سراپا سوال تھی لیکن — وہ ہی باتو نہین لاجواب ہوی

دورہی روز حشر پھر ہمپہ — شب ہجران مین کیو عذاب ہوی

دم وصل عدو ہوی ہین یاد — ہم بھی کسوقت باریاب ہوی

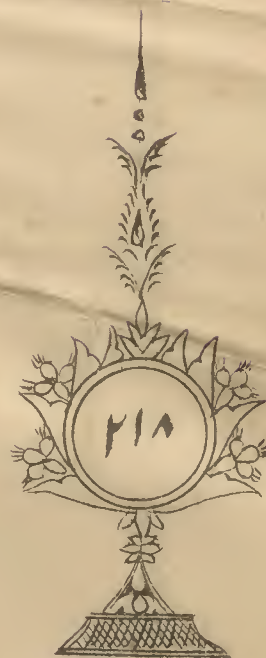
اگئی موت نامہ برکو ہای — جب وہ آمادۂ جواب ہوی

بی سبب رنج دینگی کیون افلاک — یہ بھی کیا آپ کی عتاب ہوی

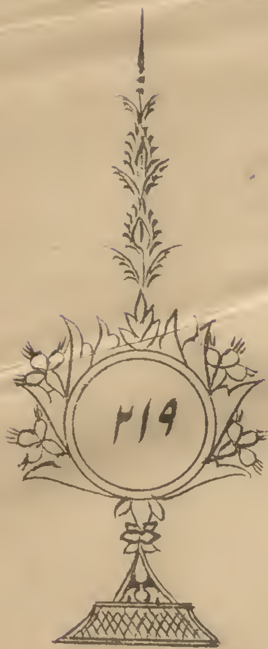
کون اوٹھائی گا لطف ناکامی — ہم اگر تجھسی کامیاب ہوی

واعظونکو پلائی مَی نواب
کیسی کیسی ہمین ثواب ہوی

بیمار تری خواہش عیسی نہین کرتی — ۱۵۹ — مرجاتی ہین یہ ننگ گوارا نہین کرتی







جس سی نہو منظور ملاقات تو اوسکو	در دیدہ نگاہی سی بھی دیکھا نہین کرتی
آتی ہین دمِ نزع سبھی بہرِ عیادت	پر سوچ تو اِس ناز سی آیا نہین کرتی
حیرت ہی کہ جو کہتی ہین آپکی تصویر	کیون سب مین خدائی کا وہ دعوی نہین کرتی
تمکو مری چاہت سی ہی انکار سرِ بزم	ایسا بھی کسیکو کبھی رسوا نہین کرتی
عاشق کو کہی جاتی ہین تعزیر کی قابل	پھر کہتی ہین ہم آپکا شکوا نہین کرتی
ڈرہی نہ کہین وصل مین محسوب ہو یہ بھی	ہم اسلیی بوسی کا اشارا نہین کرتی

نواب یہ کیا حال ہوا سوزِ نہان سی
اتنا بھی غمِ عشق کا اخفا نہین کرتی

١٦٠

غیر کو تجھسی ہم دیکھین گی	کسکی آنکھون سی یہ ہم دیکھین گی



یہ تھی ضعف سی امید کہ ہم
استقدر تیری ستم دیکھین گی

بھول جائینگی وہ گیسو اپنی
جب کبھی شب غم دیکھین گی

غیر آتا ہی صفائی کی لیی
اب تری عہد و قسم دیکھین گی

شوقِ دید اور کہین جا کہ یہان
ہمتوکل خوابِ عدم دیکھین گی

ہی بہت شور تری صد مونکا
ہم بھی ای شورشِ غم دیکھین گی

ہی جو تقدیر مین تو ای نواب
ابکی پھر چل کی حرم دیکھین گی



رباعیات



رباعی

رحمٰن و رحیم تجھسی ہی کون سوا
آمرزشِ کُل ہی تیری ادنی سی ادا
کیونکر نہو بخشش کہ ازل سی بازآ
عاشق ہی گناہ پر مری رحم ترا

رباعی

اللہ نی جب کیا یہ عالم پیدا
آدم سی ہوئی دھر مین رونق کیا کیا
مصنوع کو جب ہوئی تلاشِ صانع
محبوب کو اپنی بھیجہ تسکین بھیجا

رباعی

سایہ جو نبی کا نہ کسی نے پایا
اسکا یہ سبب ذہن مین میری آیا
تابان ہون جہان جا بطرف چار قمر
باقی رہی کس طرح وہان پھر سایا





رباعی

کبتک یہ بتوں کی جور یارب یارب
کبتک یہ بلا کی طور یارب یارب
یہ ظلم نچہوڑین تو بحقِ عشاق
بہیج انکو بدل کی اور یارب یارب

رباعی

چہیڑین ہین نہ بین کی نہ مطرب کی الاپ
ساقی کی ادائین ہین نہ سازونکی ملاپ
وصلت کی شب گذر گئی صبح ہوئی
سنّاٹا ہی سب بیٹھی ہوئی ہین چپ چاپ

رباعی

ہم تمکو بتائین آج اک گہات کی بات
جو گہات کی گہات اور ہو بات کی بات
وہ یہ ہی کہ چاہت کی بڑہانی کی ٹہی
دن کو بھی ہوا کری وہی رات کی بات





رباعی

رکتی نہین اونکی ابھری جوبن کی گچ
آئی وہ شب اسطرح کہ دل ہوگیا لوٹ
چہیڑا دمِ وصلت تو بگڑ کر بولے
بھاتی نہین مجکو یہ تری نوچ کھسوٹ

رباعی

فرقت مین ہجومِ آہ وزاری ہی عبث
وحشت مین تلاشِ غمگساری ہی عبث
جب اپنی ہی شوق سی دیا دل نواب
پھر رات دن اتنی بیقراری ہی عبث

رباعی

نالی مین ہی طرزِ نارسائی پھر آج
کرتی ہی فغان ساری خدائی پھر آج
دیکھو تو یہ کیا بلا ہی نواب کہین
آئی تو نہو شبِ جدائی پھر آج





رباعی

ای چارہ گر ایذا پی تدبیر نہ کھینچ — بیتاب نہو نالۂ شبگیر نہ کھینچ
رگ رگ سی مری جان جو کھنچتی ہی کھنچی — پر میری جگر سی یار کا تیر نہ کھینچ

رباعی

کیسی ہی طرب خیز می جام سی صبح — نواب ہم آغوش ہی آرام سی صبح
تم دیکھ کی آج ہی ہوی ہو حیران — ہوتی ہی وہان روز یوہین شام سی صبح

رباعی

گردش مین ہی تو سب سی مقدم ای چرخ — تجھپر بھی ہی اس وضع مین عالم ای چرخ
پر دیکھی گا وحشتین مری جب دم تو — پھر جای گا سر ترا بھی اوسدم ای چرخ





رباعی

منہ دیکھی کی بات ہی یہ پیاری قاصد — وہ اور خیالِ غمگساری قاصد
کیا اوس سی امید ہو ابھی تک جسکو — سہواً بھی نہ یاد ہو ہماری قاصد

رباعی

شکل اوسکی غصہ ور تو نی دیکھی قاصد — صورت جو بگڑ گئی ہی تیری قاصد
پوچھو نہیں خبر اوسکی بھلا کیا تجھسے — تجکو تو خبر نہیں ہی اپنی قاصد

رباعی

ہمنی جو کہا تو چین گی زخمونکی کھرنڈ — تدبیر پر اپنی کچھ نہ ہو تمکو گھمنڈ
ہنسکر بولے کہ واہ ماشاء اللہ — ایسی ہی تو ہین آپکی بیشک بہجنڈ





رباعی

کچھ کام نہ آئی گا کمر کا تعویذ — درکار ہی آنکھونکو نظر کا تعویذ

دل لیلو نگاہِ ناز سی حاضر ہے — ایسا نہ ملیگا پھر اثر کا تعویذ

رباعی

کبتک شبِ وصل چپ رہین سہم کر — دامن تک آئین کب تک آنسو بہ کر

وہ کونسی باتین ہین بتاؤ تو سہی — ہو جاتی ہو خاموش جو ہین ہین کہ کر



رباعی

وحشت سی ہماری ہی زمانہ مضطر — کوئی نہین لیتا دلِ وحشی کی خبر

ملتی بھی جو لیلی تو نہ ملتی تو اب — مجنون ملتا تو خوب روتی ملکر





رباعی

دل کہتا ہی اوس صنم کو وصلتمین چھیڑ ‌ ‌ ‌ غم کہتا ہی اپنی دلکو فرقت مین چھیڑ

مین کہتا ہون خواب سن ایک کی بھی ‌ ‌ ‌ نغمہ کوئی درد خیز خلوت مین چھیڑ

رباعی

توآئی نہ جبکہ تھا مصیبت کا روز ‌ ‌ ‌ اب آئی کہ ہی یار کی وصلت کا روز

مانونگا اجل تیرا بہت مین احسان ‌ ‌ ‌ اب جا آنا جب آئی فرقت کا روز

رباعی

اب مجکو نظر آتی ہی شکلِ معکوس ‌ ‌ ‌ بیگانہ ہی مجھسی غیر سی تو مانوس

جس دل مین بھرا ہوا اک جہانِ امید ‌ ‌ ‌ افسوس صد افسوس وہی ہو مایوس



رباعی

برآئی نہ ہای آرزوی پابوس
گلہای امید پر پڑی کیسی اوس
دو ہچکیونمین نکل گئی جان حزین
شکل اوسکی نہ مرتی دم بھی دیکھی افسوس

رباعی

حیرت کا ہی مقتضی کہ ہو جا خاموش
وحشت کی ہی خواہش کہ رہا کر بیہوش
سب باتین یہ جاتی رہین گر نا ہی ہای
تم پیار سی ایک روز ہو ہم آغوش



رباعی

کہتی ہین جسی لعل مذاب خالص
گر غور کرو تو ہی وہ آب خالص
ہمتو نہ پیین گی جز شراب کوثر
نواب وہ بیشک ہی شراب خالص



رباعی

گر تیری سوا اور کو چاہین بالفرض — ملنی کی نکالین اوس سی راہین بالفرض
ہو جای گا دو ہی دن مین تبہسا وہ بھی — کہینچین بھی ہزار دسی آہین بالفرض

رباعی

نواب کہانتک آخر آہونکا ضبط — ڈرہی کہین دشمنونکو ہو جای نہ خبط
فرقت مین بھلا کچہ تو طبیعت بہلے — وہ بت جو نہین ہی تو بڑہا اوسی ربط

رباعی

ہر چند لکہا ہی سرِ لوحِ محفوظ — چاہت سی نہو گا کبہی کوئی محظوظ
نواب مگر عشقِ مجازی مین بھی — بہتر ہی رہی عشقِ حقیقی ملحوظ

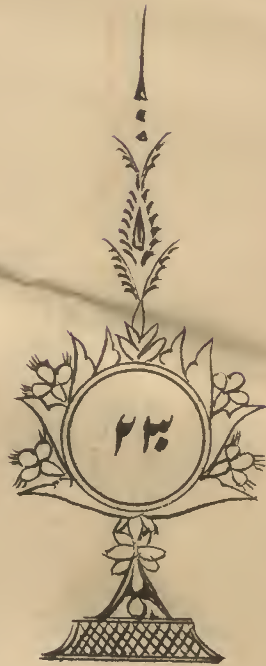




	رباعی	
ہرچند کہ شربِ می بہت ہی ممنوع		پر جوشِ جوانی مین ہی سبکو مطبوع
دل کھول کی ابتو خوب پی لین نواب		پھر توبہ ہی کرلینگی بڑہاپی مین رجوع

	رباعی	
مینا و شراب و ساقی و شمع و چراغ		نقل و نی و چنگ و سیرِ صحرا و باغ
یہ سب سامانِ عیش و عشرت نواب		ملجای تو ہرگز نہ ملی اپنا دماغ

	رباعی	
بہیجا ہی مجہی جو اوسنی اپنا موباف		کہتا ہون یہ اولجہا ہوا مطلب مین صاف
یعنی کہ اسیرِ دامِ گیسو کی لیی		ہرگز نہین ہی یہان مفرِ انصاف





رباعی

پہلو مین ہی دل اوسکی ادا کا مشتاق — مشتاق ہی اور کس بلا کا مشتاق
جس طرح کوئی صاحب نسبت تو آب — مدت سی ہو جلوۂ خدا کا مشتاق

رباعی

کبتک یہ بی سبب لڑائی کب تک — کبتک بیوجہ یہ جدائی کب تک
منت کرتا ہون آو کہنا مانو — سیدہی بات نہین کج ادائی کب تک

رباعی

ہر چند بھری ہین خود فلک مین نیرنگ — جن سی کہ ہی عقل ساری عالم کی دنگ
اسپر بھی بتاتی ہی اوسی چال تری — ذرات ہماری پائمالی کی ڈہنگ





رباعی

نکلی پھر خوب ہی مدارات کی شکل — بگڑی کبھی بن کی ملاقات کی شکل
ہر روز رہی رات نہو صبح کبھی — آئی جو قیامت بھی تو ہو رات کی شکل

رباعی

فریاد و فغان مین بسکہ تپیا ہی دل — سب کہتی ہین حیرت سی تماشا ہی دل
محفوظ رہی تا نظرِ حاسد سی — اسو اسطی زلف مین چھپایا ہی دل

رباعی

مدت مین ہوا ہی غمِ ہجران زائل — باتونکی یہی بہت تڑپتا ہی دل
اللہ کو مان کر نہ کافر چپٹ بیٹھ — انسان کو بت بنّی سی آخر حاصل







رباعی

طبلہ نہ بجاؤ تم اداسی هر دم
عشاق کی حق مین هوگا آخر یہ ستم
حورین اوترآئینگی فلک سی دیکھیو
کرتی هوی محفل مین تمہاری چھم چھم

رباعی

شبنم ہی عرق کان ہین گل غنچہ دہن
نسرین برونسترن گلو لالہ ذقن
بینی شبو لب ارغوان سنبل زلف
آنکھین نرگس بنفشہ خط رخ ہی سمن

رباعی

اوس کوچی مین خاک اوڑائی جائیگا کون
رسوا هو کر وهان سی آئیگا کون
برباد جو هوگئی هم ای بادِ صبا
بگڑی هوئی زلف پھر بنائیگا کون



رباعی

ماتھا ہی چاند زلف کالی ناگن
ابرو ہی کمان تیر تیکھی چتون
گردن مینا ہی جامِ واژون پستان
رخسار ہی آفتاب بہرہ ہی ذقن

رباعی

صلواتین کسی روز سنائین تمکو
بگڑو تو اور بھی بنائین تمکو
لپٹو تو الگ بھاگین بلاؤ تو نہ آئین
جب خوب خفا ہو تب منائین تمکو



رباعی

گردن کو مری لاگ ہی خنجر کی ساتھ
مژگان کی خلش ہی جانِ مضطر کی ساتھ
فصاد سمجھ کی کھولنا فصد ذرا
دم میرا الجھا ہی گا نشتر کی ساتھ



رباعی

یہ ننگی دل پہ آہ بھرتی بھرتی — فریاد بھی اب کرتی ہین ڈرتی ڈرتی

وہ بوسہ جو دیکی قتل کرتی تو ہم — اُف مُنہ سی نہ کرتی کبھی مرتی مرتی

قطعہ

تری کوچی مین کل نواب کو یہ عشق سودا تہا — کہ لاکہون اوسکو سمجہاتی تھی پر وہ کچہ نہ سنتا تہا

تہا کچہ بھی مرض نہ دیکہ صرف اک تری ملنی کو — بہانہ تہا یہ سب ظاہر مین اک وحشت کا پردا تہا



تمت

تاریخ منشی مظفر علیصاحب اسیر

در فصاحت در بلاغت در متانت بیمثال — تاج دیوانہا کلام خسرو عالی ہم



خواستم تاریخ طبع آن چو از ہاتف اسیر	گفت این دیوان سلطانست با تاج و علم ۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر

ہوا مطبوع دیوانِ دوم خدام عالی کا	کہاں ہیں داد دین اکر ظہیری اور خاقانی
منیر مدح خواں نی اسکا سالِ طبع یون پایا	چھپا سرمایۂ دل دوسرا دیوان لاثانی ۱۲۹۵ھ

تاریخ نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کیا خسرو آفاق نی دیوان کہا ہے	اللہ ری اللہ ری یہ دستگہ نظم
کس طرح یہ دیوان نہو سامعہ افروز	کہتی ہین اسی مہر سخن ہی یہ مہ نظم
ہی روح فزا دلکو یہ عیسی فصاحت	ہی راہنما شوق کو یہ خضر رہ نظم
ای داغ ہوا طبع کلام شہ والا	اس نظم کی تاریخ کہی مینی شہ نظم ۱۲۹۵ھ





تاریخ سید ضامن علی صاحب جلال

چہ فر و شوکت و شانِ بیان ست
خوشا آئینِ نظمِ خسروانی

جلال این ست سالِ طبعِ دیوان
شہِ ملکِ سخن زیبِ معانی

۱۲۹۵ھ



تاریخ شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم

بحمد اللہ کہ یہ دیوان چھپکر ختم پر آیا
ہوا آویزۂ گوشِ زمانہ شہرہ تزئین کا

دم نظارۂ ترکیبِ لفظ و خوبیِ معنی
پشیمان حوصلہ دیکھا نگاہِ چشمِ بدبین کا

نزاکت حسنِ بندش لطفِ مضمون دیکھکر ہر سو
ہوا اربابِ معنی مین بلند آوازہ تحسین کا

پئے تاریخ ای تسلیم یہ مصرع لکھا مینے
چھپا دیوانِ دوّم قبلۂ دین مضامین کا

۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی صابر حسین صاحب صبا



بہارِ دیوان نظم اردو بہلای دل سی خیال جادو
کلام معجز نظام ہے یہ نہ سمجھی کوئی کہ ساحری ہے

ٹپک رہا ہی جو رنگِ مضمون تو لفظ او بھری ہین بن کی جوبن
ہی بیت ابروی حور مطلع ہر ایک مصرع قد پری ہے

نئی ہی ترکیب تازہ بندش غضب فصاحت ستم بلاغت
محاورہ کا جو حسن دیکھو تو شاعری کوٹ کر بھری ہے

صبا بھی کیا خوب خوش بیان ہی کہی یہ تاریخ طبع دیوان
کہان ہی طرز بہارِ جادو یہ معجزہ ہی یہ شاعری ہے

۱۲۹۵

تاریخ سید ابو محمد صاحب بدر خلف منشی سید اسمعیل حسین صاحب منیر





سرکار کا دوسرا جو دیوان چھپا — ارباب سخن کو ہوگئی شادی عید

ای بدر یہی طبع کی تاریخ کہو — گنجینۂ اعجاز مضامین مفید

۱۲۹۵ھ

تاریخ محمد فصیح الزمان خانصاحب خلف کوچک شیخ محمد وجیہ الزمان خانصاحب مرحوم

چون مایۂ نشاط جہان شد ز حسن طبع — دیوان ثانی ملک ملک عزّ و جاہ

تاریخ آن فصیح ثنا گوی شہریار — گفتا لآلی سخن آبدار شاہ

۱۲۹۵ھ

تاریخ سید کاظم علیصاحب برادر خرد سید ضامن علیصاحب جلال

حقا کہ ہست جملہ کلامِ تو خسروا — مطبوعِ ہمہ سخنور و مطلوبِ خاص و عام

گفتا مثال مصرع تاریخ سالِ طبع — شاہا ہمہ کلامت شاہِ ہمہ کلام

۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی کنجبہاری لال صاحب خلف منشی بانکی بہاری لال صاحب لکہنوی





زہی تصنیف سلطانِ جہانگیر — فصیح و دلکش و مطبوعِ عام ست
نوشتم مصرعی لائق بتاریخ — کلامِ شاہ ماشاہِ کلام ست
۱۲۹۵ھ

تاریخ فقیر حقیر احمد امیر

ہی زبانِ شاعرانِ فصحاح کی زیرِ تختِ عرش — لیک ہر شاعر کو کب ہوہی تا حاصل یہ مقام
ہی یہی سلطان کہ ہی روح القدس کا ہمزبان — واہ کیا دیوان لکھا جو مرصّع ہی تمام
لفظ وہ گوہر کہ روشن جنکو ہین دُرِّ یکہ گر — نکہتِ گلہای مضمون سی معطر ہین مشام
طبع دیوان ہو چکا ہونی لگین جلدین درست — گردِ مطبع ہین خریدار اونکی کیسی ازدحام
طبع کی تاریخ کلکِ فکر نی لکھی امیر — چھپ گیا یہ خسروِ مُلکِ معانی کا کلام
۱۲۹۵ھ

